اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نعیم صدیقی کی تصنیف محسنِ انسانیت کے ادبی محاسن

نگرانِ مقالہ

ڈاکٹر معین الدین ہاشمی

اسسٹنٹ پروفیسر حدیث و سیرت

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،

اسلام آباد

مقالہ نگار

شفیق الرحمٰن

رول نمبر: S519481

سادات سٹریٹ نمبر ۱، مساوات کالونی

سکیم نمبر ۱ کوٹ عبدالمالک، شیخوپورہ
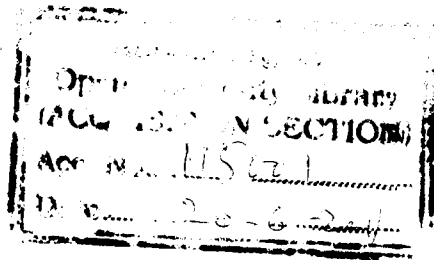
کلیہ عربی و علوم اسلامیہ

(شعبہ حدیث و سیرت)

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰے اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمِ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰے اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا O

درحقیقت اللہ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ ہیں' ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔"

(الاحزاب:21)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

پیش لفظ

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے لگاؤ تو ہمارا ایمان ہے یہ حقیقت کہ ہم بمطابق نعیم صدیقی سیرت میں قرآن کو عمل کی زبان میں پڑھتے ہیں مجھے جب یہ موضوع ملا تو بہت خوشی ہوئی۔اس پر مجھے کام کر کے سیرتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بار بار پڑھنے اور غور کرنے کا موقع ملا اور اسی سے زندگی کے تمام معاملات کے لیے راہ عمل ملا اوران مشکلات ومصائب کا اندازہ ہوا جو رسولِ ہدایت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دعوتِ اسلام کو عام کرنے میں پیش آئیں۔آج میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم سے اور اپنے والدین کی دعاؤں سے اس کام کو مکمل کر لیا ہے۔

محسنِ انسانیت کے ادبی محاسن کی تکمیل میں جن ہستیوں نے میری مدد کی میں تہہ دل سے مشکور ہوں۔جن کی مسلسل حوصلہ افزائی اور مفید مشورے نہ ہوتے تو شاید یہ کام تکمیل کو نہ پہنچ سکتا۔اس سلسلہ میں پہلے اپنے نگران صاحب معین الدین ہاشمی کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری حوصلہ افزائی کی اور مجھے رہنمائی سے نوازا۔اس کے بعد میں پروفیسر رانا منیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام کے ہر مرحلے میں مجھے نہایت مفید مشورے دیئے اور میری مدد کی۔اس کے بعد میں اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی دعاؤں نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا۔آخر میں سب سے زیادہ نعیم صدیقی صاحب کا مشکور ہوں جن کی کتاب سے میں نے یہ سب کچھ حاصل کیا۔

شفیق الرحمٰن

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

فہرست

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب اوّل

نعیم صدیقی کے احوال و آثار

نعیم صدیقی مرحوم و مغفور کا اصل نام فضل الرحمٰن تھا۔ آپ ملک کے ممتاز ادیب شاعر، نقاد، صحافی، سیرت نگار اور تحریک اسلامی کے نمایاں قائدین میں سے تھے۔ آج آپ کا شمار بین الاقوامی ادیبوں میں بھی کیا جاتا ہے۔

حالات زندگی

نعیم صدیقی ۴ جون ۱۹۱٦ء کو تحصیل چکوال ضلع جہلم کے گاؤں خانپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ اسی نسبت سے آپ صدیقی کہلاتے تھے۔ محمد بن قاسم کے حملوں نے جب عربوں کے لئے ہندوستان آنے کے راستے کھول دیئے تو جزیرہ نما عرب کے بہت سے مسلمان سندھ میں آکر آباد ہو گئے۔ آپ کے آباؤ اجداد بصرہ (عراق) سے ہجرت کر کے احمد آباد گجرات (کاٹھیاوار) کے علاقے میں آباد ہو گئے۔ بعد میں جب بکھرنے کا عمل شروع ہوا تو کچھ لوگ شمالی پنجاب کی طرف آ گئے۔ چنانچہ آپ کے گھرانے کے متعدد افراد جہلم اور راولپنڈی کے اضلاع میں آباد ہوئے۔

آپ کے خاندان کے اہم بزرگوں اور شخصیتوں میں سب سے اہم حوالہ بابا شاہ مراد کا ہے۔ جو خدا خوفی اور تقویٰ کے معاملے میں بڑے برگزیدہ درویش تھے۔ آپ پنجابی، اُردو اور فارسی کے شاعر بھی تھے۔ میاں محمد بخشؒ نے ''سیف الملوک'' میں اور حافظ شیرانی نے ''پنجاب میں اُردو'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے آج کل کے اخبارات میں بھی جہاں علاقائی سرمایہ ثقافت کا تذکرہ ہوتا ہے۔ وہاں ان کا نام نظر آتا ہے۔ بابا شاہ مراد صاحب کے کلام کو نعیم صدیقی کے والد جناب سراج الدین مرحوم نے جمع کیا اور ''گلزار شاہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مراد'' کے نام سے شائع کیا۔نعیم صدیقی کے خاندان کی ایک اور ممتاز شخصیت مولوی غلام حسن مرحوم کی تھی، جو راولپنڈی کے ایک گاؤں ''جاوا'' میں رہتے تھے۔آپ کی طبیعت بھی بہت درویشانہ تھی۔ ساری زندگی کتب بینی، تصنیف و تالیف اور اقامت دین کی کاوشوں میں صرف کی۔ان کی نمایاں تالیفات میں عربی میں ایک لغت (کتاب الاضداد) تھی۔جس میں ہر لفظ کے سامنے اس کی ضد کا اندراج کیا گیا تھا۔اس کے علاوہ آپ نے ''الفاظ قرآن'' کے نام سے قرآن حکیم کا مکمل انڈکس تیار کیا۔اس انڈکس کا تعارف مختصراً ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور کے قرآن نمبر میں دیکھا جا سکتا ہے۔مولوی غلام حسن مرحوم کی ذاتی لائبریری میں عربی کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔جو ان کی وفات کے بعد برصغیر کے بعض دینی مدارس کو ہدیتہً ارسال کر دیا گیا۔ خاندان میں ایک اور نمایاں علمی شخصیت خود نعیم صدیقی کے والد سراج الدین مرحوم کی تھی جو ایک معلم تھے اور اُردو، فارسی، عربی زبانوں کا اچھا شعری ذوق رکھتے تھے۔

نعیم صدیقی نے ابتدائی تعلیم اینگلو ورنیکر مڈل سکول خانپور (تحصیل چکوال) سے حاصل کی۔ مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد کلر سیداں ہائی سکول میں داخل ہوئے مگر نویں جماعت تک ہی باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور پھر رسمی تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔نعیم صاحب کا گھریلو اور خاندانی ماحول علمی و ادبی تھا۔اسی لیے ان کی ذہنی ساخت کی تشکیل جس فضا میں ہوئی۔اس میں تحریک خلافت کا لٹریچر، ترک موالات کے فتوے، آزاد کی تقاریر، داستان اسیران مالٹا، جنگ طرابلس کے تذکرے، مصطفیٰ کمال اور امان اللہ خان کے چرچے، زمیندار، ستارہ صبح الوکیل، مدینہ اور الجمعیت وغیرہ اخبارات کے فائل جو ہر طرف پڑھے جاتے تھے۔ بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ خاندانی لائبریری میں تفسیر، حدیث، فقہ اور طب کی بے شمار کتب موجود تھیں۔ جن سے آپ مستفید ہوئے۔اس زمانے میں شعر و ادب میں دلچسپی اتنی عام تھی کہ خواتین اور بچیاں بھی اپنی مجالس میں اخلاق آموز نظمیں لکھا اور پڑھا کرتی تھیں۔نعیم صدیقی کی پرورش بھی اسی ماحول میں ہوئی۔اوائل عمر میں ہی ادبی رسائل

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے۔ نیرنگ خیال، ہمایوں، ادبی دنیا، نگار، شاہکار، پھول، انتخاب لاجواب راہنمائے تعلیم اور سالنامہ کارواں وغیرہ کے علاوہ دیگر کتب و جرائد پڑھنے کا ذوق بھی ان میں بہت تھا۔ اخبارات ورسائل میں زیر بحث عصری مسائل اور شعری ونثری ادب کے علاوہ سجاد حیدر یلدرم کی خیالستان، حسن نظامی کی پارۂ دل، امتیاز علی تاج کا ڈراما انارکلی، محمد حسین آزاد کی آب حیات، مولوی نذیر احمد کی بناۃ النعش اور مراۃ العروس اور راشد الخیری کا ناول چاہ غم شامل ہیں۔ اسی طرح مہدی کی افاداتِ مہدی اور برج موہن اور تاثیر کیفی کی تحریریں بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سنجیدہ علمی موضوعات کی طرف بھی رغبت ہوئی، فکری، معاشرتی، نفسیاتی، مباحث، آئن سٹائن کا نظریہ اضافیت اور افلاطون کی ریاست وغیرہ کا مطالعہ بھی کر لیا تھا۔ نعیم صدیقی صاحب کا دور مطالعہ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۱ء تک محیط ہے۔ اسی زمانے میں جلسوں میں شریک ہو کر تقاریر سننے کا شوق بھی رہا۔ مختلف قصبات میں سفر کر کے جلسوں میں جانا اور مشہور مقررین کی تقاریر سننا، بعد میں خود ان کے لئے فن خطابت کے اعتبار سے بہت مفید ثابت ہوا۔

نعیم صدیقی کا دوسرا دور مطالعہ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۶ء تک کہا جا سکتا ہے۔ اس میں اُردو ادب کا وسیع مطالعہ اور اس کے علاوہ اسلامی نظام حیات اور قرآن وحدیث کا فہم حاصل کرنے کی طرف رغبت بڑھ گئی۔ نعیم صدیقی اپنے والد سے بہت متاثر تھے ان کی تربیت کے ابتدائی نقوش تاعمر انہیں راہ راست پر رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔ زمانہ طالب علمی میں لالہ سندر لال (ہیڈ ماسٹر) اور سکول کے اساتذہ میں سے سید حنیف شاہ (فارسی)، شیخ نصیر الدین اور لالہ سائس داس (ریاضی) اور مولانا مظفر (عربی) کی علمی فضیلت، مؤثر حکمت تدریس اور ان کی دیانت، شرافت، پابندی وقت، سادگی اور خدمتِ خلق جیسی صفات نے بھی ان کی شخصیت کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ بعد کے دور میں علامہ اقبالؒ کی فکری رہنمائی اور مولانا مودودیؒ کی علمی ونظریاتی تربیت نے انہیں بگڑتے ہوئے معاشرے کی رواداری میں گم ہو جانے سے بچالیا۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نعیم صدیقی نے عملی زندگی بطور معلم سکول شروع کی مگر جلد ہی اس کام کو چھوڑ کر صحافت کو اپنا لیا اور آخری دم تک اسی سے منسلک رہے آپ نے سید مولانا مودودیؒ کا ایک مضمون پیغامِ حق لاہور میں پڑھا جس نے آپ کی زندگی کے دھارے کا رخ بدل دیا۔آپ دارالاسلام میں جا بسے اور ساتھ ہی ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی کی رکنیت اختیار کر لی۔ ۱۹۴۷ء کو قیام پاکستان عمل میں آیا تو ہندو مسلم فسادات رکوانے کی مساعی میں بھی شرکت کی۔آپ کو پاکستانی حکومت کے نظام انتخابات سے اختلاف تھا اور اس کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے۔آپ دو بار جیل میں بھی رہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بہت سی نظمیں اور ترانے بھی ریڈیو پاکستان کو ریکارڈ کروائے۔ آپ نے سعودی حکومت کی دعوت پر ایک صحافتی وفد کی سربراہی کرتے ہوئے مختلف ریاستوں کا دورہ کیا۔آپ نے ۱۹۸۳ء میں ہندوستان میں غیر جانبدار ممالک کے سربراہوں کی ساتویں عالمی کانفرنس میں بطور صحافی شرکت کی۔اسی سفر میں گردن کے مہرے میں شدید درد کا پہلا حملہ ہوا اور تکلیف اس قدر بڑھ گئی کہ آپ کی عملی سرگرمیاں لمبے عرصے کے لیے تعطل کا شکار رہیں۔

جناب نعیم صدیقی کو اللہ تعالیٰ نے متنوع صلاحیتوں سے نوازا تھا۔مختلف موضوعات پر ان کی تقریباً تیس کے قریب کتابیں شائع ہیں۔ان کے علاوہ بے شمار کام زیرِ ترتیب ہے۔ جماعت اسلامی میں آپ نے بحیثیت رکن، بحیثیت رکن مجلس شوریٰ و بحیثیت ناظم نشر و اشاعت جیسی اہم خدمات انجام دیں۔لیکن ۱۹۹۴ء میں نئے طریق کار سے اختلاف کی بناء پر جماعت کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے۔ البتہ جماعت کے اساسی نصب العین کے لئے تا زیست کام کرتے رہے ساری زندگی دنیاداری کی کوئی جھلک ان کے ہاں نظر نہیں آتی اور نہ ہی امیرانہ شان و شوکت اور ٹھاٹھ باٹھ کی خواہش کا کوئی اظہار ان کی جانب سے ہوا۔ بلکہ اپنی پوری زندگی رزق حلال سے گزارنے کو وہ اپنی بڑی خوش قسمتی تصور کرتے تھے۔ان کی زندگی ایک دنیادار کی نظر میں ہوسکتا ہے بہت کامیاب نہ ہو لیکن اللہ کی نظر میں یقیناً ایک صالح انسان کی بامقصد زندگی کہلا سکتی ہے۔آپ کا انتقال

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۲۵ستمبر۲۰۰۲ءکو فجر کی نماز کے وقت ہوا۔نماز جنازہ،منصورہ لاہور میں ادا کی گئی۔

نعیم صدیقی کی علمی وادبی خدمات

نعیم صدیقی نے عملی زندگی کا آغاز اینگلو ورنیکلر مڈل سکول خانپور تحصیل چکوال ضلع جہلم میں معلم کی حیثیت سے کیا۔ بعد میں ان کا تبادلہ چکوال کے کسی دور افتادہ سکول میں کر دیا گیا۔ جہاں ہیڈ ماسٹر سے نظریاتی اختلاف کی بناء پر ان کی ملازمت ختم کر دی گئی۔۱۹۴۰ءمیں آپ نے راولپنڈی میں اپنے طور پر طلبہ کو پڑھانا کا سلسلہ شروع کر دیا۔اسی زمانہ میں ایک خاص واقعہ ہوا جس نے نعیم صدیقی کی زندگی کے دھارے کا رخ بدل دیا۔''پیغام حق''لاہور میں انہوں نے مولانا سید مودودیؒ کا ایک مضمون پڑھا۔جس میں ایک اسلامی نو آبادیاتی دارالاسلام کے قیام کی دعوت دی گئی تھی۔سید مودودیؒ کا انداز جذباتیت کی بجائے استدلال کا رنگ لیے ہوئے تھا۔جس نے نعیم صاحب کو فوری بہت متاثر کیا اور انہوں نے خط و کتابت کے ذریعے مزید معلومات حاصل کیں۔ جب ان کے تحریری روابط مزید بڑھ گئے تو انہوں نے آزمائشی طور پر دو ماہ کے لیے دارالاسلام (نزد پٹھان کوٹ) میں جا کر رہائش اختیار کی اور پھر وہاں کا رہن سہن اور اسلام کے متعلق اس بستی کے باشندوں کا انقلابی و عملی رویہ دیکھ کر وہیں کے ہو رہے۔۱۹۴۱ءمیں جماعت اسلامی کا تاسیسی اجتماع ہوا تو اس کی رکنیت اختیار کر لی۔اسی دوران ملک نصر اللہ خان عزیز مرحوم کے اخبار''مسلمان''کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور کام کرنے لگے۔۱۹۴۲ءمیں رسالہ''ترجمان القرآن''سے متعلق ہو گئے اور اس کے ساتھ ساتھ مولانا مودودیؒ کی رہنمائی میں خطوط نویسی کے ضمن میں قلمی معاون کی حیثیت سے کام کیا۔اس کے دوران آپ کا افسانوں کا مجموعہ''ذہنی زلزلے''شائع ہو چکا تھا۔۱۹۴۵ءمیں ایک خیالاتی ڈرامہ''میرا نام ہے تعلیم''بھی لکھا۔ مجلّہ مسلمان بند ہوا تو آپ''کوثر''کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔روزنامہ''تسنیم''میں بھی لکھتے رہے۔اسی طرح صحافت سے آپ کا تعلق آغاز ہی سے شروع ہو کر آخر تک جاری رہا۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو ہندو مسلم فسادات کو روکنے کی مساعی میں بھی آپ شریک رہے۔ آپ نے اس سلسلے میں شمالی پنجاب کا دورہ کر کے ایک سروے رپورٹ مرتب کرنے کا کام بھی کیا۔ ۱۹۴۸ء میں جب مولانا مودودی کو گرفتار کرلیا گیا تو آپ نے ''ترجمان القرآن'' کی ادارت کے فرائض انجام دیئے اور یہ سلسلہ ۱۹۵۰ء تک چلتا رہا، اسی دوران چوہدری غلام محمد مرحوم کے زیرنگرانی کراچی سے ماہنامہ ''چراغِ راہ'' کا اجراء ہوا تو نعیم صدیقی کو اس کا مدیر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۲ء میں آپ کے افسانوں کا مجموعہ ''ٹھنڈی آگ'' شائع ہوا۔ ادبی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ نعیم صدیقی کی سیاسی سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔ انہوں نے پاکستان میں نفاذ اسلامی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں انہیں ۵۳ ہفتوں کے لئے پابند سلاسل کرلیا گیا۔ اس دور میں آپ نے جو نظمیں اور غزلیں کہیں وہ آپ کے مجموعہ کلام ''شعلۂ خیال'' کی صورت میں مرتب ہو کر سامنے آئیں۔ رہائی کے بعد مختلف سطحوں کے اجتماعات میں لیکچرز دینے کا سلسلہ مستقل جاری رہا۔ اسلامی نظام کے لئے کام کرنے والی دیگر برادر تنظیموں کے اجتماعات میں شمولیت اور جماعت کی نمائندگی بھی کرتے رہے۔ یکم جنوری ۱۹۶۰ء کو آپ کی شہرہ آفاق تالیف ''محسن انسانیت'' کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں ہی آپ نے ہفت روزہ ''شہاب'' اور اگست ۱۹۶۲ء میں ادبی ماہنامہ سیارہ کی ادارت (تھوڑے سے وقت کو چھوڑ کر) زندگی کے آخری لمحے تک نبھائی۔ اس کے ساتھ ساتھ برصغیر پاک و ہند کے اکثر ادبی رسائل میں آپ کے مضامین چھپتے رہے۔ بالخصوص اسلامی ادب سے متعلق ان کی نثری اور شعری تحریریں ادب کے علمی حلقے میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ آپ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۲ء تک کے عرصے میں پاکستان کے نظام انتخابات میں اصلاحات اور مروجہ خرابیوں کو دور کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہے۔ ۶ جنوری ۱۹۶۴ء کو جب جنرل ایوب خان نے جماعت اسلامی پر پابندی لگائی تو جماعت کے دیگر رہنماؤں کے ہمراہ آپ بھی جیل میں رہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ نے ریڈیو پاکستان پر بہت سی

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نظمیں اور ترانے بلا معاوضہ ریکارڈ کرائے۔ اس کے علاوہ تقریروں کا ایک سلسلہ ''عالم اسلام'' کے عنوان سے بھی نشر ہوا۔ ان جنگی ترانوں پر مشتمل آپ کا شعری مجموعہ ''خون آھنگ'' کے نام سے شائع ہوا۔ نومبر ۱۹۶۸ء میں حکومت سعودی عرب کی دعوت پر ایک اسلامی صحافتی وفد کی سربراہی کی اور جدہ، مکہ، مدینہ اور ریاض کا دورہ کیا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب ادارہ دارالفکر کے تحت آپ نے سوشل ازم اور سیکولرازم کے خلاف انتہائی موثر لٹریچر پیش کیا۔ ۱۹۷۰ء میں ریڈیو پاکستان سے اسلامی نظام سے متعلق تقاریر نشر کیں۔ 1971 میں ریڈیو پاکستان پر آپ نے ''محسنِ انسانیت'' پر خصوصی تقاریر نشر کیں۔ بعد میں مشرقی پاکستان پر حملہ ہوا تو آپ نے اس سلسلہ میں بھی ترانوں، نظموں اور تقاریر سے عوام کا شعور بیدار رکھنے کی کوشش کی۔ جولائی ۱۹۷۷ء میں ترجمان القرآن کے مدیر پروفیسر عبدالحمید صدیقی کی علالت کی بناء پر ''ترجمان القرآن'' کی ادارت کی ذمہ داری بھی ادا کرنے لگے۔ جو جون ۱۹۹۱ء تک جاری رہی۔

۱۹۷۸ء میں امریکہ میں ایک اسلامی یونیورسٹی کے قیام کے سلسلے میں ایک سیمینار میں شرکت کی۔ فروری ۱۹۷۸ء میں وفاقی شعبہ امور دینیہ کے زیر اہتمام ایک سیرت کانفرنس میں اپنا مقالہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سکھایا ہوا نیکی کا تصور'' پڑھا۔ نومبر ۱۹۷۸ء میں انجمن فاضلین ادارہ تعلیم وتحقیق، جامعہ پنجاب لاہور کے تحت تعلیمی کانفرنس میں اپنا مقالہ ''تعلیم کا تہذیبی نظریہ'' پیش کیا۔ دسمبر ۱۹۷۸ء میں کل پاکستان تعلیمی کانفرنس تنظیم اساتذہ پاکستان میں ایک تقریر کی جس کا موضوع ''موجودہ نظام تعلیم میں تبدیلی کیسے لائی جائے'' تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے اکادمی آف لیٹرز اور وفاقی سیرت کونسل کے اجلاسوں میں بھی اپنے مقالات پیش کیے۔ جنوری ۱۹۸۲ء میں ادارہ معارف اسلامی لاہور سے وابستہ ہو گئے۔ جہاں بہت سے علمی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ادارہ معارف اسلامی میں آپ کی خدمات اگست ۱۹۹۴ء تک جاری رہیں۔ اس کے دوران آپ کی کتب سید انسانیت، انوار و آثار، تحریکی شعور، نور کی ندیاں رواں، المودودی،

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اقبال کا شعلہ نوا اور عورت معرض کشمکش میں شائع ہوئیں۔ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۳ء کی دھائی میں ان کی مصروفیات کا مرکز ادارہ معارفِ اسلامی اور ترجمان القرآن کی ادارت ہی رہی۔ ۱۹۸۳ء میں آپ نے ہندوستان میں غیر جانبدار ممالک کے سربراہوں کی ساتویں عالمی کانفرنس میں بطور صحافی شرکت کی۔ اسی سفر میں گردن کے مہرے میں شدید درد کا پہلا حملہ ہوا۔ یہ تکلیف اس قدر بڑھ گئی کہ اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک ان کی عملی سرگرمیاں تعطل کا شکار رہیں۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

آپ کے علمی و ادبی کام کے حوالے سے ایک فہرست نیچے دی گئی ہے۔

اہم تصنیفات

(۱) محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	(۲) سید انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	(۳) رسولؐ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(۴) ذہنی زلزلے	(۵) دفتر بے معنی	(۶) ٹھنڈی آگ
(۷) تخریب و تعمیر	(۸) معروف و منکر	(۹) فکر و نظر
(۱۰) تنقیدات	(۱۱) شعلۂ خیال	(۱۲) خون آہنگ
(۱۳) پھر ایک کارواں لٹا	(۱۴) بارود اور ایمان	(۱۵) وہ سورج بن کر ابھرے گا
(۱۶) یروشلم اور کشمیر	(۱۷) معرکہ دین و سیاست	(۱۸) امریکہ کا صدارتی نظام
(۱۹) تحریک اسلامی دوسری عالمی تحریکوں کے مقابل میں	(۲۰) اسلامی اصول انتخاب	(۲۱) اسلامی سیاست
(۲۲) اسلامی معاشیات اور سوشلزم	(۲۳) اسلام اور قومی ملکیت	(۲۴) انفرادیت و اجتماعیت کا توازن
(۲۵) کمیونزم یا اسلام	(۲۶) معاشی ناہمواریوں کا اسلامی حل	(۲۷) بیمۂ زندگی
(۲۸) اسلامی نظام عدل و احسان	(۲۹) ہندوستان کے فسادات اور ان کا علاج	(۳۰) پاکستان کی تصویر

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

(۳۱)اسلامی نظام ہی کیوں؟	(۳۲)اسلام کا مطالبہ حق	(۳۳)تعمیر سیرتِ کے لوازم
(۳۴)تحریکی کام کا خاکہ	(۳۵)تحریکی شعور	(۳۶)عورت معرضِ کشمکش میں
(۳۷)اپنی اصلاح آپ	(۳۸) اقامت دین اور دولت پرست معاشرہ	(۳۹)پھول ستارے
(۴۰)میرا نام ہے تعلیم	(۴۱)نیکی کا سپاہی	(۴۲)انوار وآثار
(۴۳)سفرنامہ حجاز	(۴۴)اقبال اور نظریہ پاکستان	(۴۵) اقبال، مغربی مادیت اور پاکستان
(۴۶)اقبال کا شعلہ نوا	(۴۷)المودودی: ایک تعارف	۴۸۔Fighting Communism
۴۹۔Clarion Call	۵۰۔The Wounds Speak	۵۱۔The Benefactor of Humanity (SAW)
۵۲۔Strife Between Religion and Politics		

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ترتیب و تدوین

(۱) سیرت سرور عالم ﷺ۔ دو جلدیں (مولف سید مودودیؒ)	(۲) یہودیت و نصرانیت (مصنف سید مودودی)
۳) تذکرہ انبیاءؑ (مصنف سید مودودی)	(۴) افشاں (خواتین کے لیے مجموعہ نظم)
(۵) قیادت نمبر (ماہنامہ چراغ راہ)	(۶) شعر نمبر (ماہنامہ چراغ راہ)
(۷) اقبال نمبر ۱ (ماہنامہ سیارہ)	(۸) اقبال نمبر ۲ (ماہنامہ سیارہ)
(۹) سفر حجاز نمبر (ماہنامہ سیارہ)	(۱۰) قرآن نمبر تین جلدیں (ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ)
(۱۱) عبدالعزیز خالد نمبر (ماہنامہ سیارہ)	(۱۲) کشمیر تا یروشلم نمبر (ماہنامہ سیارہ)
(۱۳) جہاد ستمبر نمبر (ماہنامہ سیارہ)	(۱۴) سید مودودی نمبر (ماہنامہ سیارہ)
(۱۵) افغانستان نمبر (ماہنامہ سیارہ)	

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

صحافتی خدمات

سہ روزہ مسلمان لاہور ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء — سہ روزہ کوثر لاہور ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء

ماہنامہ چراغ راہ کراچی ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۶ء — ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء

ہفت روزہ ایشیا لاہور ۱۹۵۷ء سے ۱۹۵۹ء — ہفت روزہ شہاب لاہور ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۱ء

ماہنامہ سیارہ لاہور ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۲ء — ماہنامہ سیارہ لاہور ۱۹۷۶ء سے ۲۰۰۲ء

ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۷۸ء سے ۱۹۹۱ء

کچھ عرصہ روزنامہ تسنیم لاہور اور قاصد لاہور سے بھی منسلک رہے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب دوئم

اسلوب مُحسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ سیرت نگاری کا دعوتی اسلوب

☆ سیرت نگاری کا تحریکی اسلوب

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب دوئم

اسلوب محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعیم صدیقی صاحب کی شہرہ آفاق ''محسن انسانیت'' اردو میں سیرت نگاری کا ایک زبردست دعوتی و تحریکی انداز لیے ہوئے ہے۔ یہی اسلوب ہی اصل میں اس کتاب کی وجہ مقبولیت ہے۔ جس میں پوری حیاتِ محمدی پر ایک اجمالی نظر بھی ہو جاتی ہے اور قاری اپنے آپ کو ان تاریخ کے حالات و واقعات کی کشاکش میں شریک پاتا ہے اور جب واپس پلٹتا ہے تو اپنے اندر وہ ایمان و کردار کی نئی روح پاتا ہے۔

نعیم صدیقی نے محسن انسانیت میں اپنا فن کمال دکھاتے ہوئے آیاتِ قرآنی، احادیث نبویؐ نئی اصطلاحات، اشعار، تمثیلات، محاورات اور انشا پردازی کو جس طرح استعمال کیا ہے وہ یقیناً کسی بھی صورت میں حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ممکن نہیں۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے ہر سال پچاس کے قریب ایڈیشن برصغیر پاک و ہند میں شائع ہوتے ہیں۔

نعیم صدیقی نے یہ پوری سعی کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی موضوع واقعہ یا روایت نہ آنے پائے۔ تمام آیات و روایات کے حوالے صفحہ کے حاشیہ میں دے دیئے گئے ہیں واقعات کی زمانی تاریخوں میں اختلاف میں الجھنے کی بجائے بہتر ترجیحی بات کو لے لیا گیا ہے۔ نعیم صاحب نے اس کتاب میں نہ صرف معاندین و مستشرقین کے مختلف اعتراضوں کا بھرپور جواب شامل کر دیا ہے بلکہ اپنے نوجوانوں کو تاریخ کے کورٹ میں ان جھوٹے اعتراضوں کے خلاف ایک مقدمہ دائر کرنے کی دعوت دی ہے۔

اسلوب کے حوالہ سے چند باتیں نعیم صاحب ہی کے الفاظ میں جیسے محسن انسانیت کے حرف آغاز میں لکھتے ہیں۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''اسلام کا تحریکی شعور برابر اس ضرورت کو محسوس کر رہا تھا کہ دنیا کے سب سے بڑے انسان، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ نئے انداز سے کیا جائے ایک ایسا انداز جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آج کے انسان کے درمیان حائل ہونے والے مختلف پردوں کو اٹھا دے۔ وہ مجرد زندگی ایک فرد کی سوانح نہیں ہے بلکہ وہ عظیم ترین تہذیبی تحریک کی آئینہ دار ہے۔ اسی کے واسطے سے ہم قرآن کا ترجمہ عمل کی زبان میں پڑھ سکتے ہیں اور اسی کی روشنی میں ہم اجتماعی انقلاب کی کٹھن راہوں کو طے کر سکتے ہیں۔ جن پر سے ہو کر انسانیت اسلامی نظام کی جنت تک پہنچ سکتی ہے''۔(۱)

نعیم صدیقی نے جب سیرت نبوی کا مطالعہ کیا اور جو سبق اس سے اخذ کیا اس کے بارے میں خود لکھتے ہیں۔ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افراد کو پکارنے، تنظیم کو مضبوط بنانے، اخلاقی قدروں کو روشن کرنے، انتہائی بگڑے ہوئے جاہلی معاشرے میں اصلاح کا راستہ نکالنے کے لئے معلمانہ طریق دعوت اور معیارِ کمال تک پہنچنے کے لئے محبت وخیر خواہی کی روح کے ساتھ معلمانہ طریق انقلاب کا راستہ نکالا۔''(۲)

اور آگے لکھتے ہیں۔ ''اسی شعور سے میں نے کتاب کا نام معروف انداز سے ہٹ کر ''محسن انسانیت'' تجویز کیا ہے اور معلمانہ انقلاب اور نظام فلاح انسانیت وغیرہ کی اصطلاحیں ایجاد کیں۔ بلکہ میں نے اس کارنامہ نبوت کو ہمیشہ کے لئے مستبدانہ انقلاب کی واحد مروجہ نسخے کے خلاف ایک بین تردید بنا دیا ہے اور ساتھ ہی یہ چیلنج کہ انسان کو ظاہر و باطن سے پوری طرح بدل کر ایک نیا نظام معاشرہ امن وانصاف کی بنیادوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق دعوت وانقلاب کے بغیر قائم ہی نہیں ہو سکتا۔''(۳)

دعوتی اسلوب

نعیم صدیقی ''محسن انسانیت'' میں سیرت نبوی کے حالات وواقعات کو ایک دعوت اسلامی کی صورت میں پیش کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدعی دعوت اسلامی کہہ کر پکارتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ڈالا تھا۔ جس کو نبھانے کے لئے اپنی زندگی کی سرتوڑ کوشش، لگن اور محنت سے کام لیا۔ کتاب سے ہی چند امثال جو اس کے دعوتی اسلوب کو واضح کرنے میں مددگار ہونگی۔

''آیات الٰہی اور معجزات کے باوجود دعوت و انقلاب کا کام زمین پر چلتے پھرتے انسانوں نے کیا۔ اسی حقیقت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھرانہ ایک انسانی گھرانہ تھا۔ خانہ داری کے سارے کام، باہمی گفتگوئیں، اختلافات، معاشی دقتیں اسی طرح پیش آئیں جیسی انسانوں کے درمیان پیش آتی ہیں۔ فرق صرف یہ تھا کہ ساری فضا پر کتاب وسنت کی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور تمام معاملات میں اسلامی اصول اخلاق کار فرما رہے۔(۴)

نعیم صدیقی مکی دور کے مدوجزر میں دعوت کے پہلے خفیہ دور میں یوں لکھتے ہیں۔

''قرآن کی ابتدائی وحی کے بعد جو پہلے تین سالوں میں دعوت اسلامی اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور عزیزوں کو صرف توحید ورسالت کی گواہی کی صورت میں لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ O تھی جس کے ساتھ جھوٹ، وعدہ خلافی اور ظلم سے منع کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ باقی کے آنے والے حکم خداوندی جو آنے والا ہے کو بھی تسلیم کرنا ہوگا، پیروی کرنا ہوگی، اس کے لیے ساتھ دینا ہوگا ہر مشکل وآسانی میں۔''(۵)

مشیت الٰہی دعوتِ اسلامی کو عام کرنے کے لئے یوں حکم دیتی ہے۔

''(فاصدع لما تومر) الحجر یعنی جو حکم دیا جا رہا ہے اس کو واشگاف کہہ دو۔ مقصد یہ تھا کہ باطل مٹ جائے (بل نقذفِ بالحق علی الباطل) النساء یعنی ہم باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں اور وہ اس کا سر توڑ دیتی ہے۔(۶)

اس حکم خداوندی کو بجالانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا پر جا کر مکہ کے باسیوں کو پکارتے ہیں اور پھر ان سے اپنی سچائی کا اعتراف کروا کر توحید کی دعوت دیتے ہیں۔ کبھی اپنے گھر میں ضیافت کا

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اہتمام کر کے قریش کو اسلام کی دعوت پیش کرتے ہیں کہ کون ہے جو میرا اس کام میں ساتھ دے گا۔حضرت علی جو ابھی بچے ہیں لبیک کہتے ہیں جس پر اکابر قریش قہقہے لگاتے ہیں۔

قریش دعوت اسلامی کے خلاف گندہ پروپیگنڈہ اس طرح کرتے ہیں۔

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو پایۂ اعتبار سے گرانے کے لئے گالی دینے کے کمینہ جذبہ کے ساتھ پروپیگنڈہ کے ماہر استادوں نے گوناں گوں القاب گھرنے شروع کیے۔''(۷)

اہل مکہ کی کٹ حجتیوں کے بارے میں نعیم صاحب یوں ذکر کرتے ہیں''یہ اہل مکہ کی فضا نہایت گھٹیا مذاق کے لوگ چاروں طرف سے طعنہ آمیز اسلوب کے ساتھ نکتے چھانٹ رہے ہیں۔مناظرانہ انداز سے سوال گھڑ گھڑ کر ڈال رہے ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ میں میخ نکالنے والوں کے ہجوم میں نہایت ہی شریفانہ، مہذب، ٹھنڈے اور سنجیدہ انداز سے اپنی دعوت پر استدلال کر رہے ہیں۔جواباً کوئی مذاق نہیں کرتے طعنے نہیں دیتے، مناظرانہ رنگ اختیار نہیں کرتے، برافروختہ نہیں ہوتے لیکن ایک لمحے کے لئے استدلال کا محاذ اور دعوت کا میدان چھوڑ کر پیچھے بھی نہیں ہٹتے۔(۸)

جب سردارانِ قریش حمایتوں کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں، دعوت حق کے مخالفین جب پانی سر سے گزرتا دیکھتے ہیں تو ایک مہم یہ شروع کرتے ہیں کہ تحریک یا اس کے قائد اور علمبرداروں کو سوسائٹی میں ہر قسم کی حمایت وہمدردی سے محروم کرا دیا جائے۔

ادھر داعی حق اپنے چچا ابو طالب کی سرپرستی میں تھا اور یہ سرپرستی جب تک قائم تھی گویا پورے ہاشمی قبیلہ کی عصبیت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی۔مخالفین دعوت نے اب پورا زور اس بات پر صرف کر دیا کہ کسی طرح ابو طالب پر دباؤ ڈال کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سرپرستی سے محروم کر دیا جائے۔(۹)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جب حضرت ابوطالب کے پاس سرداران قریش کے وفود آرہے تھے کہ کسی طرح معاہدہ ہو جائے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلوا کران کے معبودوں سے تعرض نہ کرنے کا کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا ''اے اشرافِ قریش میرے اس ایک کلمہ کو مان لوتو پھر عرب وعجم سب تمہارے زیرنگیں ہونگے۔

ذرا تصور میں لایئے جان لیوا ماحول کو، کلبلاتی ہوئی شرارتوں اور مخالفتوں سے بھری ہوئی فضا کو اور پھر سوچیئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی دعوت کے زور اور اس کے ممکنات کا کتنا گہرا شعور ویقین تھا۔ گویا اندھیری رات میں کھڑے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ ابھی سورج نکلنے والا ہے۔(۱۰)

یہ تو وہ معاملہ تھا جو داعی تحریک کو درپیش تھا۔ جناب مولف ہجرت مدینہ کے مناظر ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

''دعوت حق کا پودا مکہ کی سرزمین سے اُگا لیکن اس کے پھلوں سے دامن بھرنا مکہ والوں کے نصیب میں نہ تھا۔ پھل مدینہ والوں کے حصے میں آئے۔(۱۱)

تحریکی اسلوب

نعیم صدیقی صاحب نے محسن انسانیت میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک تحریک کی صورت میں پیش کرتے ہیں جو اصلاح انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ذمہ داری ڈالی گئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ذمہ داری کو ایک تحریک کے طور پر قبول کرتے ہوئے اصلاح معاشرہ انسانی کے جذبہ سے اٹھتے ہیں اور اہل قریش بھرپور مخالفت کرتے ہیں مگر یہ تحریک اپنی کامیابی وکامرانی کی طرف بڑھتی ہی جاتی ہے۔

نعیم صدیقی حرف آغاز میں اس سے متعلق یوں لکھتے ہیں ''اسلام کا تحریکی شعور برابر اس ضرورت کو

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

محسوس کر رہا تھا کہ دنیا کے سب سے بڑے انسان۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ نئے انداز سے کیا جائے ایک ایسا انداز جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آج کے انسان کے درمیان حائل ہونے والے مختلف پردوں کو اٹھادے۔ وہ مقدس زندگی مجرد ایک فرد کی سوانح نہیں ہے بلکہ وہ عظیم ترین تہذیبی تحریک کی آئینہ دار ہے۔(۱۲)

نعیم صدیقی ''اور اجالا پھیلتا چلا گیا'' کے عنوان کے تحت اسلامی تحریک اور اسلامی ریاست کے پھیلاؤ پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''تحریک اسلامی کی دعوت دلیل کے ساتھ محض اپیل ہی نہیں لائی بلکہ اس نے اپیل کے ساتھ بھرپور تنقید سے کام لیا۔صوفیانہ مذاہب میں تو شاید دعوت کا ایک ہی اسلوب چل سکتا ہے۔''(۱۳)

جناب مولف کلمہ حق کے بارے میں لکھتے ہیں ''اس کلمے کی یہی اہمیت تھی کہ جس کی وجہ سے اس کا اقرار اسلام میں داخلے کی شرط اول ٹھہرا۔اس کلمے کو موذنوں نے بلند آواز سے پکارا، اس کلمے کو نماز میں شامل کیا گیا اسے افضل الذکر قرار دیا گیا اور ہر لحاظ سے یہ کلمہ تحریک اسلامی کا طغریٰ یا سلوگن بن گیا۔(۱۴)

نعیم صاحب ایک دین ایک تحریک کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔''اس پورے نقشۂ کار اور طریقِ کار کو اگر قرآن اور سیرت پاک کے اوراق سے اخذ کر کے سامنے رکھیے تو وہ فرق بین طور پر معلوم ہو جائے گا۔ جو مذاہب اور دین میں، وعظ اور انقلابی دعوت میں، انفرادی تذکیہ اور تمدنی تحریک میں ہوتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ ایک مکمل دین کو برپا کرنے کے لئے تحریک برپا کی تھی۔''(۱۵)

آگے لکھتے ہیں ''پس کسی اجتماعی تحریک کے لئے راہ عمل یہی ہوتی ہے کہ وہ معاشرہ کے فعال عنصر میں سے سلیم الفطرت افراد کو چھانٹ کر جتنی زیادہ سے زیادہ قوت جمع کر سکتی ہو اسے کشمکش میں ڈال کر مقابل کی قیادت کا محاذ توڑ دے۔''(۱۶)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مکی دور کی مخالفتوں کے طوفان سے گزرتے ہوئے قریش کی وجوہ مخالفت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

''قریش کو جس چیز نے جاہلیت کے فاسد نظام کے تحفظ اور تبدیلی کی روکی مزاحمت پر اندھے جنون کے ساتھ اٹھا کھڑا کیا وہ یہ ہرگز نہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فکر و کردار میں کوئی رخنہ تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت میں کوئی خطرناک مفسدہ تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریک جاہلی تمدن کو پستی کی طرف لے جانے کا موجب بنتی دکھائی دیتی تھی بلکہ وہ چیز صرف مفاد پرستی تھی۔''(۱۷)

آگے لکھتے ہیں ''تحریک اپنے اس خفیہ دور میں قریش کی نگاہوں میں درخوراعتنا نہ تھی۔ وہ سمجھتے تھے یہ چند نوجوانوں کا سرپھرا پن ہے۔ الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں۔ چار دن میں دماغوں سے ہوا نکل جائے گی۔''(۱۸)

''تاریخ موڑ مڑتی ہے'' کے عنوان کے تحت جناب مولف تحریک اسلامی مدینہ میں کے بارے لکھتے ہیں۔ ''مکہ کے لوگوں نے جس دعوت کو موجب تفرقہ گردانا۔ مدینہ کے لوگوں نے اس میں اپنے لیے اتفاق و اتحاد کی بنیاد پہلی نظر ڈالتے ہی دیکھ لی۔ اسلامی تحریک کی علمبرداری کے لئے مدینہ کی یہ پہلی جماعت تھی جس کی تشکیل مکہ میں ہو رہی تھی۔''(۱۹)

نعیم صدیقی ''تلواروں کی چھاؤں میں'' کے عنوان کے تحت قریش کی جارحانہ ذہنیت کے بارے یوں لکھتے ہیں ''انہیں یہ گوارہ نہ تھا کہ کسی دوسری سرزمین میں تحریک اسلامی جڑ پکڑ سکے ایسے ہر امکان کا وہ سدباب کرنے پر تلے بیٹھے تھے۔ ان سارے واقعاتی شواہد سے یہ بالکل واضح ہے کہ ہجرت سے قبل ہی قریش کی طرف سے کسی بھی ایسی طاقت کے لئے جنگی چیلنج فضا میں موجود تھا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاں جگہ دے اور اسلامی تحریک کے پودے کی جڑ اپنی سرزمین میں لگنے دے۔ اسلامی انقلاب کے علمبردار اتنے سادہ لوح اور خوش فہم نہ تھے کہ وہ اس چیلنج سے صرف نظر کر سکتے۔''(۲۰)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جنگ بدر کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب مولف لکھتے ہیں ''قیدیوں کو چار چار ہزار درہم فدیہ لے کر واپس کر دیا۔ اس طرح قریش پر ڈھائی لاکھ درہم سے زائد کا مالی بار پڑ گیا اور اس معاشی چوٹ نے ان کی طاقت کو اور بھی مضمحل کر دیا۔ سیاسی حیثیت سے بدر کے اس غیر متوقع نتیجے کا اثر یہ ہوا کہ قبائل عرب کی نگاہوں میں اسلامی تحریک اور ریاستِ مدینہ کا وزن بڑھ گیا اور یہ قوت امیدگاہ مستقبل قرار پانے کے قابل ہو گئی۔(۲۱)

یہ تمام حوالہ جات ظاہر کرتے ہیں کہ محسن انسانیت زوردار تحریکی اسلوب رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد قاری کے اندر جذبات ضرور انگڑائی لیتے ہیں اور وہ واپسی پر بقول نعیم صدیقی ''ایمان و کردار کی نئی روح اپنے ساتھ لاتا ہے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات

(۱) نعیم صدیقی محسنِ انسانیت ص نمبر ۱۷

(۲) م ن ص نمبر ۱۸

(۳) م ن ص نمبر ۱۸

(۴) م ن ص نمبر ۱۹

(۵) م ن ص نمبر ۱۴۷

(۶) م ن ص نمبر ۱۴۹

(۷) م ن ص نمبر ۱۵۳

(۸) م ن ص نمبر ۱۶۳

(۹) م ن ص نمبر ۱۶۷

(۱۰) م ن ص نمبر ۱۷۱

(۱۱) م ن ص نمبر ۲۲۰

(۱۲) م ن ص نمبر ۱۷

(۱۳) م ن ص نمبر ۴۹۷

(۱۴) م ن ص نمبر ۴۳

(۱۵) م ن ص نمبر ۵۲

(۱۶) م ن ص نمبر ۵۳

(۱۷) م ن ص نمبر ۱۴۱

(۱۸) م ن ص نمبر ۱۴۹

(۱۹) م ن ص نمبر ۲۳۱

(۲۰) م ن ص نمبر ۳۹۳

(۲۱) م ن ص نمبر ۴۱۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب سوئم

ادبی محاسن

- ☆ اشعار
- ☆ انشا پردازی
- ☆ اصطلاحات
- ☆ تمثیلات
- ☆ محاورات

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

باب سوئم

محسنِ انسانیت کے ادبی محاسن

ادبی ادب سے ہے جس کا لغوی مطلب ہے علم زبان جس میں نحو، لغت انشاء و معانی و بیان وغیرہ شامل ہیں۔ نظم ونثر اوران سے متعلق یا زبان کے سرمایہ لٹریچر کو بھی ادب کہتے ہیں۔ اس لفظ کے معنی ہر چیز کو حدنگاہ میں رکھنا، حفظ مراتب، لحاظ، تمیز، شائستگی، تہذیب، احترام، لاج، حیا، شرم، عجز و نیاز، خاکساری، فروتنی اعلیٰ معیار، عادات ومذاق میں، قائدہ، ڈھنگ، سلیقہ یا اخلاقی اصولوں کی پابندی وغیرہ کے لیے جاتے ہیں۔ علم زبان میں اُردو، انگریزی، عربی، فارسی، ہندی، پشتو، پنجابی کوئی بھی لی جاسکتی ہے۔

اسی طرح اگلے لفظ محاسن عربی میں اسم صفت ہے جس کے لغوی معنی خوبیاں، اچھائیاں، نیکیاں، ڈاڑھی مونچھیں کے لیے جاتے ہیں۔ یہ حسن کی جمع ہے۔ جس کے معانی بھلائی، نیکی، خوبی، عمدگی، خوش نمائی، دل رُبائی، جمال، خوبصورتی، جوبن اور رونق و بہار بھی اسی کے مطالب ہیں۔ حسن خود عربی میں اسم مذکر ہے۔

اسی طرح ان دونوں الفاظ کے مجموعہ ''ادبی محاسن'' کے لغوی معنی بنتے ہیں علم زبان دانی میں حسن و خوبصورتی، خوشنمائی اور دل ربائی کے ہیں اور ''محسن انسانیت ﷺ'' کے ادبی محاسن میں بھی اسی طرح وہ اُردو زبان کی خوبصورتی، جمال، عمدگی، دل ربائی اور خوشنمائی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی خوبی وخوبصورتی جس نے نوجوانوں میں اس کو اتنا مقبول بنا دیا ہے کہ روس کے دارالحکومت میں اس کتاب کے نسخہ کو ترجمہ کر کے رکھا گیا ہے کہ اس خوبی کا پتہ کر کے اس کا توڑ کیا جائے جس نے اس کتاب کو نوجوانوں میں مقبولیتِ عام دے دی۔

اس کتاب کی مقبولیت کے بارے میں ڈاکٹر عبداللہ شاہ ہاشمی اپنے مقالہ ایم فل میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے ہر سال پچاس کے قریب ایڈیشن پاک و ہند میں شائع ہوتے ہیں۔ اس کا اُردو سیرت نگاری میں

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اپنا ہی ایک مقام ہے۔

اس مقالہ میں مَیں نعیم صدیقی کی محسن انسانیت کے ادبی محاسن کے چند پہلوؤں پر بات کرونگا۔ نعیم صدیقی صاحب نے اس میں اشعار، اصطلاحات، انشاپردازی، تمثیلات اور محاورات کو کس خوبی، خوبصورتی، عمدگی اور شائستگی سے استعمال کیا ہے اور اس کو ایک مسلسل تحریر بنا کر قاری کو سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات و واقعات میں اس تحریک اسلامی کے ساتھ ساتھ لیے چلتے ہیں اور پھر قاری ایک نیا جذبہ وعمل و کردار کی نئی روح کے ساتھ واپس پلٹتا ہے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اشعار

شعر کی جمع ہے۔ ابیات یا کلام منظوم۔ شعر عربی میں اسم مذکر ہے جس کے لغوی معنی جاننا کے ہیں اور اصطلاح میں وہ موزوں کلام جو قصداً کہا جائے۔ موزوں مقفیٰ کلام، نظم، بیت، گیت، دوہا، بال، موبھی شعر ہی کے معنی میں ہیں۔ کشاف تنقیدی اصطلاحات میں شعر کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں۔ مثلاً

١۔ وہ کلام جسے بالقصد موزوں کیا گیا ہو شعر ہے۔

٢۔ شعر وہ کلام ہے جو انبساط یا انقباض نفس کا باعث بنے۔

٣۔ شعر وہ کلام ہے جس میں جذباتِ انسانی کو برانگیختہ کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔

٤۔ شعر مقدماتِ موہومہ کی ترتیب کا نام ہے۔

٥۔ شعر مترنم خیال کا نام ہے۔

٦۔ شعر جذبات کے اظہار کا نام ہے۔

٧۔ شعر تخیل اور جذبے کے امتزاج کا نام ہے۔

٨۔ شعر جذبات کے حسین اور مسرت انگیز اظہار کا نام ہے۔

پہلی تعریف میں وزن کو، دوسری میں تاثیر کو، تیسری میں جذباتی تاثیر یا اثر انگیزی کو، چوتھی میں تخیل کو، پانچویں تعریف میں ترنم (وزن) اور خیال کو، چھٹی میں بیان جذبات کو اور ساتویں تعریف میں جذبہ اور تخیل دونوں کو اہمیت دی ہے آٹھویں تعریف میں جذبے کے ساتھ اظہار کے حسین اور مسرت انگیز ہونے کی شرط لگا دی گئی ہے۔ اسی طرح کی بیسیوں تعریفات نظر سے گزرتی ہیں۔ مگر کسی ایک تعریف پر اہل نظر آج تک متفق نہیں ہو سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص نے شاعری کے بنیادی عناصر میں سے کسی ایک عنصر کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوشش کی ہے۔ یا غایت و مقصد کو عناصر ترکیبی کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شعر

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کے بنیادی عناصر صرف تین ہیں۔

(ا) جذبہ (ب) تخیل (ج) وزن

باقی رہا تاثیر، مسرت بخشی اور انقباض و انبساط وغیرہ کا معاملہ تو یہ سب باتیں شعر کے مقصد یا اثر کو ظاہر کرتی ہیں۔ اُردو میں باعتبار شعر کی حسب ذیل اقسام ہیں۔

غزل، قصیدہ، قطعہ، رباعی، مثنوی، مسط، ترکیب بند، ترجیع بند، مستزاد، فرد، نظم، غیر مقفیٰ، نظم آزاد اور سائیٹ وغیرہ۔

عرب کے لوگ تو اپنے آپ کو اہل زبان عربی کہتے ہیں اور باقی تمام لوگوں کو بے زبان عجمی کہتے ہیں چونکہ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حالات وواقعات سب عرب اور عربی سے متعلق ہیں اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی عربی تھے تو پھر شعر کا استعمال اس ماحول میں عام ہوگا اور عرب کے لوگ تو اکثر اپنے کہانی قصے وغیرہ بھی شعروں کی صورت میں کہا کرتے تھے پھر نعیم صدیقی صاحب نے بھی ''محسن انسانیت ؐ'' میں بہت سے اُردو، پنجابی، فارسی اور عربی کے شعروں کو پرو دیا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

نعیم صدیقی کلمہ حق کے بیان میں لکھتے ہیں۔

''لا الہ ضرب است و ضرب کاری است ''(۱)

مطالعہ سیرت کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمارا نقطہ نظر یہ نہیں ہونا چاہیے۔

''کچھ بھی ہیں لیکن تیرے محبوب کی امت میں ہیں'' (۲)

نعیم صدیقی کہتے ہیں کہ ہمیں اپنی سمتِ سفر پر، اپنی منزلِ مقصود پر، اپنی اختیار کردہ راہ عمل پر نظر ثانی کرنی چاہیے کہیں ایسا تو نہیں کہ

''کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است ''(۳)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نعیم صدیقی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے باب کو ابوکبیر ھذلی کے شعر سے شروع کرتے ہیں۔

وَاِذَا نَظَرْتُ اِلَی اَسِرَّۃِ وَجْھِہٖ

بَرِقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلِ

(ابوکبیر ھذلی)(۴)

جب میں نے اس روئے تاباں پر نگاہ ڈالی تو اس کی شانِ

رخشندگی ایسی تھی جیسے کہ کسی لکہ ابر میں بجلی کوندرہی ہو!!

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک موقع پر بڑے لطیف انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا مصداق ٹھہرایا۔

نعیم صدیقی تفریحات کے بیان میں حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان لکھتے ہیں جن کے مطابق لبید کا مصرعہ پسندیدگی سے پڑھا۔

اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلٌ

(آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے)

وَکُلُّ نَعِیْمٍ لَا مَحَالَۃَ زَائِلٌ (۵)

(دنیا کی ساری نعمتیں زائل ہو جانے والی ہیں)

نعیم صدیقی تاریک ماحول میں چند شرارے کے عنوان کے تحت بوڑھے زید بن عمرو کے الفاظ بیان کرتے ہیں جو قریش کے جاہلی دین سے بیزار تھا۔

اَرَبًّا وَاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ　　　اَدِیْنُ اِذَا تُقَسِّمَتِ الْاُمُوْرُ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

رب ایک ہونا چاہے یا سینکڑوں رب بنا لیے جائیں؟ میں اس مذہب پر کیسے چلوں جب کہ مسائل حیات کئی معبودوں میں بانٹ دیئے گئے ہوں۔

عَزَلْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰی جَمِیْعاً　　　　کَذٰلِکَ یَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُوْر

مگر ہاں اب میں اپنے رب رحمٰن کا عبادت گزار ہوں تا کہ وہ بخشش فرمانے والا آقا میرے گناہوں کو معاف کر دے۔

فَتَقْوَی اللّٰہِ رَبَّکُمْ احْفَظُوْھَا　　　　مَتٰی مَا تَحْفَظُوْھَا لَا تَبُوْرُوْا (٦)

سو تم اللہ ہی کے تقویٰ کی حفاظت کرو۔ جب تک اس صفت کو قائم رکھو گے کبھی گھاٹے میں نہ پڑو گے۔

آگے نعیم صاحب نے ورقہ بن نوفل کے اظہار درد کے لیے الاپے ہوئے اشعار بھی کوٹ کیے ہیں۔

''فَاَصْبَحْتَ فِیْ دَارِ کَرِیْمٍ مُقَامُھَا　　　　تُعَلِّلُ فِیْھَا بِالْکَرَامَۃِ لَا ھِیاً

تُلَاقِیْ خَلِیْلَ اللّٰہِ فِیْھَا وَلَمْ تَکُنْ　　　　مِنَ النَّاسِ جَبَّارًا اِلَی النَّارِ ھَاوِیاً

وَقَدْ تُدْرِکُ الْاِنْسَانَ رَحْمَۃُ رَبِّہٖ　　　　وَلَوْ کَانَ تَحْتَ الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ وَادِیاً

(ابن ابی سلت) (٧)

نعیم صدیقی نے یہاں ابولہب کی بیوی ام جمیل کے الفاظ جو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غصہ نکالتے ہوئے ابوبکر صدیقؓ کے سامنے شعر کی صورت میں کہے تھے دیئے ہیں۔

مَذَمَّمًا عَصَیْنَا وَاَمْرَہٗ اَبَیْنَا وَدِیْنَہٗ قَلَیْنَا ۔(٨)

نعیم صدیقی یہاں مدینہ ہمہ تن انتظار میں کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں جب مسجد قبا کی تعمیر میں تمام آقا و غلام مزدوروں کی طرح کام کر رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ یہ رجز الاپ رہے تھے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اَفْلَحَ مَنْ یُعَالِجُ الْمَسَاجِدَا

وَیَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ قَائِماً وَّقَاعِدًا

وَلَا یَبِیْتُ الَّیْلَ عَنْہُ رَاقِدًا

یعنی کامیاب وہ ہے جو مسجدیں تعمیر کرے۔ اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھے اور راتوں کو (عبادت کے لیے) جاگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو اہل مدینہ گلیوں، راستوں اور چھتوں پر استقبال کو موجود تھے عورتیں اور بچیاں یہ ترانہ گا رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِی نَجَّارٍ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارٍ (۹)

نعیم صدیقی لکھتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب مسلمانوں کے ساتھ مل کر مسجد نبویؐ کی تعمیر کر رہے تھے اور ساتھ ہی یہ اشعار الاپے جا رہے تھے۔

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِیُّ یَعْمَلُ لِذَاکَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

یعنی اگر خدا کا نبی اس کام میں لگ جائے اور ہم بیٹھے دیکھتے رہیں تو ہمارا کیا کرایا غارت ہوا۔

لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃِ (۱۰)

یعنی آخرت کی ابدی زندگی ہی زندگی ہے اور وہ نہ ہو تو زندگی ہیچ ہے۔ اے اللہ! تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

ہجرت مدینہ کے بعد نئے ماحول میں کچھ صحابہؓ کو بیماریوں نے آلیا تو اس پر ان کا طرز عمل کیسا تھا۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سیدنا ابوبکرؓ بستر مرض پر مارے کرب کے تڑپ رہے ہیں اور ایک شعر میں اپنے ولی اضطراب کا اظہار یوں کرر ہے ہیں۔

كُلُّ امْرِئٍ" مُصَبَّح" فِيْ اَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

حالت یہ ہے کہ اپنے لیے موت کو جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب پا رہے ہیں۔ سیدنا بلالؓ کروٹیں لے رہے ہیں اور درد بھری لے میں الاپ رہے ہیں۔

اَلَا لَيْتَ شِعْرِی هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَ حَوْلِىْ اِذْخِر" وَجَلِيْل"

وَهَلْ اَرِدَنَّ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنَ لِىْ شَامَة" وَطَفِيْل"

یہ مکہ کی وادیوں اور چشموں اور پہاڑیوں کی یاد تازہ کی جا رہی ہے۔ اس وادی میں ایک رات گزار لینے کی حسرت کا اظہار ہے جس میں اذخر اور جلیل نام کی گھاسیں اگتی ہیں اور ہاں مجنہ کے چشمے کا پانی پینے اور شامہ اور طفیل نامی پہاڑیوں کا منظر دیکھنے کے ارمان اُبلے چلے آرہے ہیں۔

یہ عامر ہیں جن کے لبوں پر کیا ہی شعر رقصاں ہے۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهٖ اِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهٗ مِنْ فَوْقِهٖ (۱۱)

ان کے ابتلائے بدن کا عالم یہ ہے کہ موت کے آنے سے قبل موت کی آہٹ سن رہے ہیں۔

حضرت حسانؓ کا یہ جذبہ ندامت آخر ایک قصیدے کی صورت میں اُمڈ پڑا۔ جس میں شعر کے پانی سے انہوں نے اپنے ہی لگائے ہوئے دھبے کو حضرت عائشہؓ کے دامن پاک سے دھونے کی کوشش کی ہے۔ کیا خوب فرمایا ہے۔

حِصَان" رَزَان" مَا تَظَنُّ بِرِيْبَةٍ

وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مَھـــذَّبَة" قَــدْ طَیَّــبَ الـلّٰـــہُ خِیْـمَھَـــا

وَطَھَّـــرَ ھَـــا مِــنْ کُــلِّ سُــوْءٍ وَبَـــاطِـلِ

فَـــاِنَّ الَّـــذِیْ قَــدْ قِیْـلَ لَیْـــسَ بِـلَائِـطٍ

وَلٰـکِـنَّـــہُ، قَــوْلُ امْـرِیٔ بِــیْ مَـاحِـلِ

''وہ ایک عفت مآب خاتون ہیں۔ پردہ نشین، ہر شک وشبہ سے بالاتر۔ وہ اس سے پاک ہیں کہ بھولی بھالی عورتوں کے عزت وناموس سے تعرض کریں۔ وہ شائستہ اطوار ہیں۔ خدا نے ان کو مزاج کے لحاظ سے نکھارا اور نتھارا ہے اور ان کو گناہ اور باطل سے پاک کیا ہے۔ وہ جو کچھ کہ اب تک کہا جا چکا ہے۔ وہ موصوفہ پر چسپاں ہونے والا ہرگز نہیں ہے۔ وہ تو ایک ایسے شخص کی کہی ہوئی بات تھی، جس نے میرے سامنے نمک مرچ لگا کر اور جھوٹ گھڑ کر چغل خوری کی تھی۔ (۱۲)

مدینہ کی ریاست کا وہ دستوری معاہدہ جس کے تحت مہاجرین وانصار اور یہود کے قبائل ایک سیاسی ہیئت اجتماعیہ میں جمع ہوئے تھے۔ اس میں تسلیم کرلیا گیا تھا کہ سیاسی اور عدالتی لحاظ سے اختیارِ اعلیٰ (Final Authority) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دستاویز آج تک محفوظ ہے اور اس کی دو واضح دفعات یہ ہیں۔

وَاِنَّـکُـمْ مَھْـمَـا اخْـتَلَفْتُمْ فِیْہِ مِنْ شَیْ ءٍ فَاِنَّ مُرَدَّہُ

اِلَــی الـلّٰـــہِ عَــزَّوَ جَـلَّ وَاِلَــی مُـحَـمَّـدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(اور یہ کہ جب تم میں سے کبھی کسی چیز کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے تو اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائے)۔

وَاِنَّـــہٗ مَـا کَـانَ بَیْـنَ اَھْـلِ ھٰـذِہِ الـصَّحِیْفَةِ مِنْ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حَدُثٍ اَوْ اَشْجَارٍ يَّخَافُ فَسَادَه' فَاِنَّ مَرَدَّهُ اِلَی

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلَی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(اور یہ کہ اس نوشتہ کو قبول کرنے والوں کے درمیان کوئی نیا معاملہ یا جھگڑا پیدا ہو جائے، جس پر فساد رونما ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹایا جائے گا)۔(۱۳)

جنگِ بدر میں قتل ہو جانے والوں پر قریش نے اپنی رسوائی سے بچنے کے لئے رونے پر پابندی لگا دی تو اسود جس کے تین بیٹے مارے گئے تھے نے جب ایک عورت کو اپنے اونٹ کے گم ہو جانے پر روتے سنا تو بے اختیار اس کے منہ سے چند شعر نکلے جو ادبی لحاظ سے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

اَتَبْكِیْ أَنْ يَّضِلَّ لَهَا بَعِيْر'' وَيَمْنَعُهَا مِنَ النَّومِ السُّهُوْدُ

فَلَا تَبْكِیْ عَلٰی بَكْرٍ وَلٰكِنْ عَلٰی بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُوْدُ

وَبَكِّیْ اِنْ بَكَيْتِ عَلٰی عَقِيْلٍ وَبَكِّیْ حَارِثًا اَسَدَ الْاُسُوْدُ

''وہ ایک اونٹ کے کھو جانے پر روتی ہے اور اس کو نیند نہیں آتی۔ اونٹ کے لیے نہ رو، رونا ہے تو بدر کے حادثے پر رو۔ جہاں نصیبے کوتاہ ہو گئے۔ روتی ہے تو پھر عقیل کے لیے رو اور اسی حارث کے لیے رو جو شیروں میں ایک شیر تھا۔''(۱۴)

حضرت خبیبؓ کو جب قریش مکہ نے اپنی انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے قید میں ڈال کر پھر صلیب پر لٹکا دیا تو ان کی شہادت کے وقت جو الفاظ ان کے لبوں پر تھے ایسے ہیں۔

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا

عَلٰی اَیِّ شِقٍّ كَانَ فِی اللّٰهِ مُضْجَعِیْ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''میں جب اسلام سے مالا مال ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو پھر مجھے اس بات کی کچھ فکر نہیں ہے کہ خدا کی راہ میں مجھے کسی کروٹ گرنا نصیب ہو رہا ہے۔(۱۵)

عمرو بن سالم خزاعی نے مدینہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش اور بنو بکر کے مظالم کا دکھڑا سنایا جب آپ ؐ سر مسجد تشریف رکھتے تھے عمرو بن سالم نے عربی روایت کے مطابق اپنی داستانِ درد کو دل شگاف اشعار میں بیان کیا۔

لَا ھُمَّ اِنِّیْ نَاشِد'' مُحَمَّدًا

حِلْفَ ابِیْنَا وَاَبِیْہِ الْاَتْلَدَا

فَانْصُرْ ھَدَاکَ اللّٰہُ نَصْرًا أَعْتَدَا

وَادْعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَاْتُوْ امَدَدَا

فِیْ فَیْلَقٍ کَالْبَحْرِ یَجْرِیْ مُزْبِدًا

اِنَّ قُرَیْشاً اَخْلَفُوْکَ الْمَوْعِدَا

ھُمْ بَیَّتُوْنَا بِالْوَتِیْرِ ھُجَّدَا

وَاقْتَلُوْنَا رُکَّعاً وَّ سُجَّداً

اے اللہ۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ معاہدہ یاد دلاؤں گا، جو ہمارے اور ان کے قدیمی گھرانوں کے درمیان ہوا ہے (اے پیغمبر) ہماری مدد کیجئے اور خدا کے بندوں کو پکاریئے۔ تاکہ وہ مدد کے لیے آپ کے گرد مجتمع ہوں۔ ایک ایسے لشکر جرار کے درمیان اٹھئے جو سمندر کی طرح موجزن ہو کر جھاگ اڑا رہا ہو۔ کیونکہ قریش نے آپ کا معاہدہ توڑ ڈالا ہے۔ انہوں نے ہمیں رات کی تاریکی میں وتیر کے پاس آلیا۔ سوتے میں ہم پر حملہ کیا اور ہمارے لوگوں کو رکوع وسجود میں گھائل کیا۔(۱۶)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اَنَـــا نَبِـــیُّ الـــرَّحْـــمَۃِ

اَنَـــا نَبِـــیُّ الْـــمَـــلْـــحَـــمَۃِ

میں رحمت کا پیغامبر ہوں

میں معرکوں کا پیغامبر ہوں

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۷)

نعیم صدیقی جنگ احد کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں ''جنگ کی تمہید کے طور پر چودہ قریشی عورتوں کی ٹولی نے ہندہ کی قیادت میں دف بجا کر جنگی راگ الاپنا شروع کیا۔ اس نعمہ کی جذباتی تحریک کا اندازہ ذیل کے اشعار سے ہوسکتا ہے۔

نَـــحْـــنُ بَـــنَـــاتُ طَـــارِقٍ　　　نَـــمْشِـــیْ عَـــلَـــی الـنَّـمَـــارِقِ

اِنْ تَـــقْبَـــلُـــوْا نُـــعَـــانِـــقْ　　　اَوْتُـــدْبِـــرُوْا نُـــفَـــارِقِ

ہم آسمانی ستاروں کی بیٹیاں ہیں اور ہم قالینوں پر خرام کرتی ہیں۔ اگر تم آگے قدم بڑھاؤ گے تو ہم تمہیں گلے لگائیں گے اور پیچھے ہٹو گے تو تم سے الگ ہو جائیں گے۔ (۱۸)

جب قریش نے اپنے بدر کے بدلے کی پوری تسکین کے لئے اور احد میں نامکمل فتح کو پورا کرنے کے لئے ایک بھرپور حملے کا منصوبہ بنایا اور پورے عرب سے جاہلیت کی قوت کو اپنے ساتھ ملایا اور ادھر یہود خیبر اور گردونواح مدینہ کے قبائل نے بھی قریش کو حمایت کی یقین دہانی کروائی تو پھر جاہلیت اپنے تمام حامیوں کے ساتھ اٹھی تو بقول نعیم صدیقی کے غالب کے اس شعر کا سماں پیدا ہو گیا۔

پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق

سامان صد ہزار نمکداں کیے ہوئے (۱۹)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نعیم صدیقی عزوہ خندق کے اہم واقعات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

سب سے بڑھ کر ایمان پرور چیز مسلم رضا کاروں کا والہانہ طرز عمل ہے، انہوں نے نہ صرف اتنے خوفناک حالات میں بہ حیثیت مجموعی صبر وثبات کا مظاہرہ کیا بلکہ خندق کی کھدائی کا کام اس طرح کیا جیسے کہ جنات کی کوئی فوج زمین کا تختہ الٹ دے۔ یہ لوگ نغمے گا گا کر اور شعر پڑھ کر جوق در جوق کام کرتے دکھائی دیتے ہیں، کوئی ٹولی الاپتی ہے۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے تاحینِ حیات جہاد کرنے کا عہد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر باندھا ہے۔ کسی دوسرے گروہ کی صدا گونجتی ہے۔

اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

''دشمن ہم پر چڑھ آئے ہیں، یہ لوگ ہمیں راہ حق سے روکتے ہیں اور ہمیں رکنے سے سخت انکار ہے۔

پھر ''اَبَيْنَا اَبَيْنَا'' کی تکرار ہوتی تو فضا میں جذبہ عزیمت کی لہریں اٹھ جاتیں۔'' (۲۰)

اسی غزوہ میں عورتوں نے بھی بہت جرأت و ہمت دکھائی، حضرت عائشہؓ جس قلعہ میں تھیں اسی میں سعدؓ بن معاذ کی والدہ بھی مقیم تھیں قدموں کی آہٹ سن کر حضرت عائشہؓ قلعہ سے باہر نکلیں اور دیکھا کہ سعدؓ حربہ ہاتھ میں لیے تیز تیز جا رہے تھے اور یہ شعر ان کی زبان پر تھا۔

لَبِّثْ قَلِيْلاً تُدْرِكُ الْهَيْجَا جَمَلَ

لَا بَاْسَ بِالْمَوْتِ اِذَا الْمَوْتُ نَزَلَ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

”ذرا رکو کہ ایک اور جوان بھی معرکہ میں شریک ہو لے، موت کی گھڑی جب آ گئی تو پھر موت سے کیا ڈرنا۔“(۲۱)

فتح مکہ پر جب طائف کی جانب پیش قدمی کی تو جنگ میں ایک موقع ایسا بھی آیا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزیمت و پاردی اور یقین واعتماد کی شہادت نے کام دکھایا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمت سے ساتھیوں کو پکارا اور سواری سے اتر کر جلال بھرے انداز میں فرمایا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب (۲۲)

نعیم صدیقی عُمرۃ القضا ادا کرنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ گئے کے بارے لکھتے ہیں۔

داخلہ اس شان سے ہوا کہ عبداللہؓ بن رَواحہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی باگ تھامے ہوئے آگے آگے ایک رجزیہ گیت الاپ رہے تھے۔ بول یہ تھے۔

بِاسْمِکَ الَّذِیْ لَا دِیْنَ اِلَّا دِیْنَہ‘

بِاسْمِ الَّذِیْ مُحَمَّد“ رَسُوْلُہ‘

اس ہستی کا نام لے کر ہم داخل ہوتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے رسولؐ ہیں

خَلُّوْ بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ

قَدْ نَزَلَ الرَّحْمٰنُ فِیْ تَنْزِیْلِہٖ

”اے کفار کی اولاد، اس کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ الرحمٰن نے اپنی نازل کردہ کتاب میں یہ تعلیم دی ہے۔“

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بِـــاَنَّ خَیْــرَ الْــقَتْـلِ فِـیْ سَبِیْـلِـــہٖ

یَـــا رَبِّ اِنِّـــیْ مُــؤْمِــنٌ" بِــقِیْـلِـــہٖ

"کہ بہترین جنگ وہ ہے جو خود اس کی راہ میں لڑی جائے، اے میرے پروردگار! میں تیرے نبیؐ کے قول پر ایمان رکھتا ہوں۔(۲۳)

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے پر ثابت بن قیس نے قبیلہ بنو تمیم کے سامنے اسلامی دعوت پیش کی تو پھر تمیم کے ممتاز شاعر زبرقان بن بدر نے قصیدہ پڑھا۔رنگ یہ تھا۔

نَـحْـنُ الْـکِـرَامُ فَلَاحَـیَّ یُـعَـادِلُـنَـا

مِـنَ الْـمُـلُوْکِ وَ فِیْـنَـا تُـنْـصَـبُ الْبِیَـعُ

"ہم اشراف ہیں اور کوئی قبیلہ ہماری ہمسری نہیں کرسکتا۔ہم میں تاجدار ہیں اور ہم معبد تعمیر کرتے ہیں۔"(۲۴)

وفد شعریین جب مدینہ پہنچے تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ان کے جذبہ بے اختیار سے یہ نغمہ ان کی زبانوں پر مسرت دکھا رہا تھا۔

غَــدًا تَــلْــقِـــیَ الْاَحِبَّةَ

مُــحَــمَّــدًا وَ حِـزْبَــہ'

"کل ہم اپنے رفیقوں سے جا ملیں گے۔یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ان کی جماعت سے۔"(۲۵)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات

(۱)نعیم صدیقی محسن انسانیت ص نمبر۴۲

(۲)م ن ص نمبر۶۶

(۳)م ن ص نمبر۸۷

(۴)م ن ص نمبر۹۱

(۵)م ن ص نمبر۱۳۳

(۶)م ن ص نمبر۱۴۴

(۷)م ن ص نمبر۱۴۵

(۸)م ن ص نمبر۲۰۷

(۹)م ن ص نمبر۲۴۲

(۱۰)م ن ص نمبر۲۴۳

(۱۱)م ن ص نمبر۲۷۸

(۱۲)م ن ص نمبر۳۲۳

(۱۳)م ن ص نمبر۳۳۳

(۱۴)م ن ص نمبر۳۴۸

(۱۵)م ن ص نمبر۳۶۶

(۱۶)م ن ص نمبر۳۶۸

(۱۷)م ن ص نمبر۳۷۲

(۱۸)م ن ص نمبر۴۱۸

(۱۹)م ن ص نمبر۴۳۷

(۲۰)م ن ص نمبر۴۴۳

(۲۱)م ن ص نمبر۴۴۶

(۲۲)م ن ص نمبر۴۷۴

(۲۳)م ن ص نمبر۵۴۵

(۲۴)م ن ص نمبر۵۷۹

(۲۵)م ن ص نمبر۵۸۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

انشا پردازی

یہ لفظ انشاء سے ہے جس کے لغوی معنی ہیں مضمون نگاری، عبارت لکھنا بات پیدا کرنا، طرز تحریر، علم معنی و بیان، ضائع بدائع، وہ کتاب جس میں خط و کتابت کے قواعد وضوابط ہوں وہ بھی انشا کہلاتی ہے۔ اُردو کے مشہور شاعر انشاء اللہ خان کا تخلص، عربی میں حمزہ کے ساتھ تھا، فارسی میں حذف کر دیا گیا۔

اسی طرح انشا پرداز یا انشا پردازی عربی اور فارسی میں اسم مونث ہے جس کے لغوی معنی طرز تحریر، عبارت آرائی، خط یا عبارت لکھنے کا ڈھنگ، مضمون نگاری اور عبارت کی خوبی کے ہیں۔

جدید تنقیدی اصطلاحات کے مطابق انشا پرداز سے مراد وہ صاحب طرز ادیب ہے جو اپنی نگارشات کے مواد و معنی سے زیادہ اپنے اسلوب کے سہارے ادب میں کوئی مقام حاصل کرے۔ جیسے اُردو میں محمد حسین آزاد اپنے اسلوب (یعنی رنگینی بیان، زور ادا، قوت متخیلہ کے غیر معتدل استعمال اور نثر میں شاعرانہ عناصر کی فراوانی) کی بدولت سب سے بڑے انشا پرداز سمجھے جاتے ہیں۔ ''آب حیات'' کی تنقیدی حیثیت کو تو کبھی کسی نے تسلیم نہیں کیا، اس کی تاریخی اور سوانحی اہمیت کو بھی چیلنج کیا جا چکا ہے اب انشا پردازی کا جادو ہی اس کی بقا کا ضامن ہے۔ چنانچہ لوگ آج بھی اس کتاب کو پڑھتے ہیں اور آزاد کی سحر کار قلم کی داد دیتے ہیں۔ پرانی تحریروں میں انشا پرداز کی اصطلاح محض ادیب یا نثار کے مترادف کے طور پر مستعمل رہی ہے۔ لیکن آج کل ان معنوں میں اس کا استعمال شاذ ہی نظر آتا ہے۔

ان تمام معنی کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ انشا پردازی وہ فن، ڈھنگ اور طرزِ تحریر ہے جو قاری میں اس طرح کی جستجو پیدا کر دے کہ وہ اسے پڑھتا ہی چلا جائے اور درمیان میں رکنے نہ پائے بلکہ اس کے ساتھ ہی اسے اس عبارت کی سمجھ آ رہی ہو اور وہ تحریر کے حالات و واقعات کو ایک فلم کی طرح انکھوں دیکھتا محسوس کرے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ اس میں موجود حالات و واقعات کی کشمکش میں شریک ہو کر اس کے

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تمام احساسات وجذبات کو اپنے اندر تحریک کرتے ہوئے پالے اور یہی وہ اس تحریر کے اعلیٰ طرز، حسن، خوبی اور خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

بالکل اسی طرح کی باتیں اور خوبیاں اور محاسن ہمیں نعیم صدیقی صاحب کی تحریروں میں ملتے ہیں خاص طور پر آپ کی محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم میں یہ حسن تحریر اپنے جوبن پر نظر آتا ہے۔ آپ کے فن تحریر کے کچھ نمونے یہاں دیئے گئے ہیں۔

نعیم صدیقی کتاب کے مقدمہ میں مطالعہ سیرت کا نصب العین بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''پیشتر اس کے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے چلیں ہمارے سامنے اس کام کا کوئی واضح تصور ہونا چاہیے جسے سرانجام دینے کے لئے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریخ کی جنگاہ میں نمودار ہوتے ہیں اور پوری عمر ایک فیصلہ کن معرکہ سر کرنے میں گزار دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک بین الانسانی مشن کی داستان ہے وہ قرآن کے ابدی اصولوں کی تفسیر ہے جسے عمل کی زبان میں مرتب کیا گیا ہے وہ اس مقدس پیغام کی تکمیل ہے۔ جس کی مشعل آدم، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور جملہ انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے دور میں روشن کرتے رہے ہیں۔

ہم سیرتِ پاک کو مربوط نہیں کر سکتے۔ واقعات کی توجیہہ نہیں کر سکتے، مطالعہ سیرت کا مقصد متعین نہیں کر سکتے، تاوقت یہ کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام کی نوعیت، اس کے امتیازی پہلوؤں اور اس کے دائرہ کی وسعتوں کو پیش نظر نہ رکھ لیں۔''(۱)

نعیم صدیقی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی نوح انسان کا نجات دہندہ قرار دیتے ہیں اور ان حالات کا ذکر کرتے ہیں جب انسان چاروں طرف سے معاشی، معاشرتی، مذہبی اور اخلاقی پہلو سے غلامی میں جکڑا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسان کو اس غلامی سے نجات دلائی۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

''وہ حالات جن میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم ترین تبدیلی کا پیغام لے کر یکہ وتنہا اٹھتے ہیں، ایسے مایوس کن حالات میں کوئی دوسرا ہوتا تو شاید زندگی سے بھاگ کھڑا ہوتا۔ دنیا میں ایسے نیک اور حساس لوگ بکثرت پائے گئے ہیں جنہوں نے بدی سے نفرت کی، مگر وہ بدی کا مقابلہ کرنے پر تیار نہ ہو سکے اور اپنی جان کی سلامتی کے لیے تمدن سے کنارہ کش ہو کر غاروں اور کھوہوں میں پناہ گزین ہوئے اور جوگی اور راہب بن گئے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کی نیا کو طوفانی موجوں میں ہچکولے کھاتے چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی فکر نہیں کی بلکہ بدی کے ہلاکت انگیز گردابوں سے لڑ کر ساری اولادِ آدمؑ کے لیے نجات کا راستہ کھولا۔ تمدن کی کشتی کی پتوار سنبھالی اور پھر اسے ساحلِ مراد کی طرف رواں کر دیا۔''(۲)

نعیم صدیقی آگے وقت مقام اور انسانی مواد جو تحریک اسلامی کو دیا گیا کے بارے میں لکھتے ہیں

''پھر یہ انسانی مواد ہر لحاظ سے ارتقاء کا قدم آگے بڑھانے کے لیے بے چین تھا، مذہبی لحاظ سے ذہین عناصر میں سخت اضطراب پیدا ہو چکا تھا۔ اور خاص لوگ حقیقت کی روشنی اور الہامی رہنمائی کے پیاسے تھے۔ سیاسی لحاظ سے مکہ اور مدینہ جیسے شہروں میں سیاسی ہیئت کی تشکیل کا آغاز ہو رہا تھا۔ اور کسی قدر جمہوری رنگ کے ساتھ ایک شہری ریاست کا بے ترتیب سا ڈھانچہ بن رہا تھا۔ پھر عرب کے معاشی ذرائع کی محدودیت زور کر رہی تھی کہ آبادی اپنے ریگ زار سے باہر پھیلاؤ اختیار کرے۔ یوں بھی مشیت کا ایک تاریخی کلیہ یہ ہے کہ جب رائج الوقت تمدنوں میں بحران آجاتا ہے اور ان کی قیادتیں فاسد ہو جاتی ہیں تو کسی نئی قوت کو بدویت کے گہوارے سے اٹھا کر میدان میں لایا جاتا ہے۔ جیسے کہ خدا کی مشیت نے فرعونی اقتدار کے مقابل میں بنی اسرائیل کو اٹھا کھڑا کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان سارے پہلوؤں سے اہل عرب کرہ ارضی کا وہ بہترین مواد تھے جس کے ذریعے زندگی کا اساسی اور ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جا سکتا تھا۔''(۳)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نعیم صدیقی انقلابی کلمہ حق کے بارے میں یوں لکھتے ہیں

''الوہیت کے یہ حقوق خدائے واحد سے الگ کر کے بہت سی انسانی طاقتوں نے پارہ پارہ کر کے بانٹ رکھے تھے اور بے شمار الٰہ تمدن پر سوار تھے انسان کا اپنا نفس اور اس کی خواہشیں خاندان اور برادری کی رسمیں، نسلی، قومی اور قبیلوی وحدتوں کی روایات، جاگیردار اور پجاری طبقوں کی بالا دستی، شاہی خاندانوں اور درباری اشراف کی کبر پسندی، یہ مختلف طبق بر طبق الوہیتیں تھیں، جن کے نیچے عام آدمی پس رہا تھا۔ ''لا اِلٰــہ اِلّا اللہ '' کی شاہ ضرب ان سب پر یک دم پڑتی تھی۔ اس کلمہ کا کہنے والا گویا یہ اعلان کرتا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عظمت مجھے تسلیم نہیں، کسی کی بالا دستی قبول نہیں، کسی کا بنایا ہوا ضابطہ و قانون منظور نہیں کسی کے حاصل کردہ فوق الانسانی حقوق جائز نہیں، کسی کے سامنے سر خم نہیں کیا جائے گا، کسی کی رضا جوئی اب نہ کی جائے گی، کسی کے اشارہ ابرو پر اب زندگی کا نظام نہیں چلے گا خدا کے سوا ہر دوسری خدائی توڑ دی جائے گی۔ یہ کلمہ گویا انسان کی سچی آزادی کا اعلان تھا۔''

لا اِلٰہ ضرب اَست و ضرب کاری اَست (۴)

نعیم صدیقی اصلاح تمدن کے نصب العین کے بارے میں قرآنی حوالوں کے ساتھ یوں لکھتے ہیں،

''ایک موقع پر جب تشدد کی بھٹی خوب گرم تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفقاء نے اپنا دکھڑا بیان کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو ان کو بتایا کہ اقامتِ دین کی جدوجہد کی گھاٹیاں کتنی کٹھن ہوتی ہیں اور ماضی میں جن جوانوں نے یہ فرض ادا کیا ہے انہیں کیا کچھ پیش آیا اور پھر پورے وثوق سے مژدہ سنایا کہ ''خدا کی قسم! اس مہم کو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے مرحلۂ تکمیل تک پہنچائے گا'' پھر اس مرحلۂ تکمیل کی کیفیت بیان کی کہ ''ایک سوار صنعا سے حضرموت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا''۔ (۵)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

آگے ایک دین۔ایک تحریک کے عنوان سے اس طرح لکھتے ہیں

''بد قسمتی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کارنامے کا سیاسی پہلو اتنا اوجھل رہ گیا ہے کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اور نصب العین کا صحیح تصور باندھنا مشکل ہوگیا ہے اس پہلو کو جب تک پوری سیرت میں سامنے نہ رکھا جائے وہ فرق سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا، جو محدود مذہبیت اور دین کے وسیع تصور میں ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا دین لائے تھے حق کی بنیادوں پر ساری زندگی کا نظام قائم کرنے آئے تھے،خدا کے قوانین کو عملاً جاری کرنے آئے تھے۔اس لیے ہمیں یہ شعور ہونا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع اور وسیع معنوں میں تمدنی اصلاح اور انسانیت کی تعمیر نو کی تحریک چلانے آئے تھے اور اس تحریک کو چلانے کے لیے بہترین قائدانہ بصیرت اور اعلیٰ درجہ کے سیاسی شعور سے آپؐ کی ہستی مالا مال تھی۔جس طرح کسی اور پہلو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ہمسر نہیں ہوسکتا اسی طرح سیاسی قیادت کی شان میں بھی آپؐ کا کوئی ہمسر نہیں ہوسکتا جس طرح آپؐ زندگی کے ہر معاملے میں اسوہ ونمونہ ہیں اسی طرح سیاسی جدوجہد کے لیے بھی آپؐ ہی کی ذات ہمیشہ کے لیے اسوہ ونمونہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کارنامہ یہ ہے کہ آپؐ نے نیکی کی دعوت دی۔نیکی کے غلبہ کے لیے جدوجہد کی اور ایک مکمل نظام قائم کر دیا۔یہ کام مذہب کے محدود تصور میں سما نہیں سکتا یہ دین تھا یہ تحریک تھی''۔(٦)

زندگی کی ہم آہنگی کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

''یہ ایک ایسا نظام تھا جس میں پوری انسانی زندگی ایک ہی خدائی ضابطۂ ہدایت کے تحت تھی۔مختلف دائروں میں مختلف اقتدار اور ضابطے نہیں چلتے تھے۔اس نظام میں تضاد نہ تھے اس کے اجزاء آپس میں ٹکرانے والے نہ تھے۔اس کے مختلف عناصر میں الجھاؤ نہ تھا اس میں کوئی پیوندکاری نہیں کی گئی تھی اور اسے معجون مرکب

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نہیں بنایا گیا تھا یہی وجہ ہے کہ اس کے تحت انسان نے جس رفتار سے ترقی کی اس کی کوئی دوسری مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔''(۷)

نعیم صدیقی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے انقلاب کی روح میں یوں لکھتے ہیں۔

''یہ قریش کا ذوقِ تشدد تھا جس کے تحت انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجبور کر دیا کہ ان کی تیغِ خون آشام کی دھار توڑ دی جائے اور جنگ کے سر آپڑنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظامِ حق کے بچاؤ میں پوری طرح بازی لگا دی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت انسانی نے جنگی پالیسی اور دفاعی تدابیر ایسی نکالیں کہ کم سے کم جانی نقصان ہو۔ اور کم سے کم خون بہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کڑا اہتمام کیا کہ میدان جنگ میں بھی انسانیت کا احترام برقرار رہے۔

محبت انسانی کی ایسی روشن اور وسیع مثال کسی دوسرے انقلاب میں نہیں ملتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انقلاب خالص تعلیمی انقلاب تھا اور اس کی اساس بنی آدم کی خیر خواہی پر تھی۔(۸)

نعیم صدیقی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم ایثار کی مثالیں دینے کے لیے ان الفاظ کا سہارا لیتے ہیں۔

''معاشی لحاظ سے دیکھیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کامیاب تجارت قربان کی اس سے حاصل شدہ سرمایہ اپنے مشن پر نچھاور کیا اور جب کامیابی کا دور آیا تو دولت کے ڈھیر اپنے ہاتھوں سے صرف اور تقسیم کیے مگر اپنے گھر کے لیے فقر و فاقہ اور سادہ سی گزارن کا عالم پسند کیا۔ اپنے گھر والوں کے لیے کوئی اندوختہ نہیں چھوڑا، کوئی جائیداد نہیں بنائی اور ان کے کوئی بالاتر مالی حقوق قائم نہیں کیے اور ان کے لیے کسی عہدے کی مستقل موروثی گدی نہیں چھوڑی۔ دربان اور خادم بھرتی نہیں کیے، سواریاں جمع نہیں کیں، کوئی سامان آرائش گھر میں پسند نہیں کیا۔(۹)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نعیم صدیقی ہمارے معاشرے کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور کہاں یہ سیرت نبویؐ۔ الفاظ یہ ہیں۔

ہمارے سامنے مشیت عالمی بحران کا چیلنج لیے کھڑی ہے۔ وقت کے راستہ پر پیچھے بھاگنے کا امکان نہیں، چیلنج کا جواب دینے کی صلاحیت موجودہ مادی تہذیب اور اس کے بنائے ہوئے انسان میں نہیں ہے۔ کوئی نیا فلسفہ نہیں ابھر رہا ہے جو کم سے کم ایک چھلاوے کی طرح وقتی طور پر ہی سرمایہ اطمینان بن سکے۔ کسی طرف کوئی راہِ نجات کھلتی نظر نہیں آتی۔ اضطراب کے اس لمحے میں مَیں چاروں طرف نگاہیں گھماتا ہوں تو تاریکی کا ایک سمندر شش جہت سے محاصرہ کیے ہوئے دکھاتی دیتا ہے۔ اس سمندر میں دور۔ چودہ صدی کی دور پر۔ ایک نقطۂ نور دکھائی دیتا ہے۔

یہ انسانیت کے سب سے بڑے محسن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی مشعل ہے! وہی مشعل جس کی روشنی کو خود ہم نے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیواؤں نے۔ اپنے افکار پریشان اور اپنے اعمالِ پراگندہ کے غبار میں گم کر رکھا ہے!!''(۱۰)

نعیم صدیقی مطالعہ سیرت کا نقطۂ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''پھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی مثال ایک جوہر کے کھڑے پانی کی نہیں ہے جس کے ایک کنارے کھڑے ہو کر ہم بیک نظر اس کا جائزہ لے ڈالیں۔ وہ ایک بہتا ہوا دریا ہے جس میں روانی ہے حرکت ہے۔ کشمکش ہے۔ موج وحباب ہیں، سیپیاں ہیں اور موتی ہیں اور جس کے پانی سے مسلسل مردہ کھیتوں کو زندگی مل رہی ہے اس دریا کا رمز آشنا ہونے کے لئے اس کے ساتھ ساتھ رواں رہنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے سیرت کی بہت سی کتابیں پڑھ کر نادر معلومات ملتی ہیں لیکن ہمارے اندر تحریک پیدا نہیں ہوتی، جذبے انگڑائی نہیں لیتے، عزم وہمت کی رگوں میں نیا خون نہیں دوڑتا، ذوق عمل میں نئی حرارت نہیں آتی ہماری زندگیوں کا

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جمود نہیں ٹوٹتا۔ وہ شرار آرزو ہم اخذ نہیں کر پاتے جس کی گرمی نے ایک یکہ وتنہا اور بے سروسامان فرد کو قرنوں کے جمے ہوئے فاسد نظام کے خلاف معرکہ آرا کر دیا۔ وہ سوز وساز ایمان ہمیں نہیں ملتا جس نے ایک یتیم بے نوا کو عرب وعجم کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے والا بنا دیا۔"(۱۱)

اسی میں اور آگے یوں لکھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مدرسے سے ایک حاکم، ایک امیر، ایک وزیر، ایک افسر، ایک ملازم، ایک آقا، ایک سپاہی، ایک تاجر، ایک مزدور، ایک جج، ایک معلم ایک وعظ، ایک لیڈر، ایک ریفارمر، ایک فلسفی، ایک ادیب ہر کوئی یکساں درس حکمت وعمل لے سکتا ہے۔ وہاں ایک باپ کے لیے، ایک ہم سفر کے لیے، ایک پڑوسی کے لیے یکساں مثالی نمونہ موجود ہے۔ ایک بار جو اس درس گاہ تک آپہنچتا ہے پھر اسے کسی دوسرے دروازے کو کھٹکانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ انسانیت جس آخر کمال تک پہنچ سکتی تھی وہ ایک اسی ہستی میں جلوہ گرہ ہے۔ اسی لیے میں اس ہستی کو انسانِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لقب سے پکانے پر مجبور ہوا، تاریخ کے پاس انسانِ اعظم صرف یہی ایک ہے جس کو چراغ بنا کر ہر دور میں ہم ایوان حیات کو روشن کر سکتے ہیں۔"(۱۲)

اور آگے یوں لکھتے ہیں۔

"آج جب کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا ہمارے سامنے ہے اور دور دور تک کوئی شرر بھی چمکتا دکھائی نہیں دیتا، پیچھے پلٹ کر نظر ڈالتے ہیں تو محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں ایک مشعل جھلملاتی دکھائی دیتی ہے۔ جو گزشتہ چودہ صدیوں سے آندھیوں اور طوفانوں کے درمیان ایک ہی شان سے جل رہی ہے کیا محض خود پیدا کردہ تعصّبات اور غلط فہمیوں کی بنا پر اس مشعل کی روشنی کو قبول کرنے سے انکار کر دینا اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لینا کوئی اچھا نتیجہ دے سکے گا؟ کیا انسانیت وتہذیب کو اس اندھیرے میں تباہ وبرباد

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ہونے کے لیے چھوڑ دیا جائے؟ حالات آپ کے سامنے کتنا خوفناک چیلنج لیے کھڑے ہیں، آیا آپ میں اس کا جواب دینے کی سکت موجود ہے؟''(۱۳)

نعیم صدیقی اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے تاریخ ساز ہیں اور وہ انسانیت کو جس طرح سدھے راستے پر لیے جا رہے ہیں اس کی مثال تاریخ میں کوئی نہیں انشا پردازی کا نمونہ یوں ہے۔

''انسانی فلاح و بہبود کے سب سے بڑے اس کام کو کرنے کے لیے جب حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو وہ ساری عقوبتیں اور ایذائیں جو جملہ انبیاء ورسل پر مختلف زمانوں میں آزمائی گئی تھیں، شیطان بیک دم ان سب کو جمع کر کے لایا اور ایک یکہ وتنہا یتیم نوجوان کو چومکھی لڑتے رہنے پر مجبور کر دیا! سیرت نبویؐ کا منظر کچھ ایسا ہے جیسے تاریخ کے طوفانی سمندر میں بغیر کشتی اور پتوار کے کوئی پیراک موجوں گردابوں اور نہنگوں سے لڑ رہا ہو۔ زفرین بجاتی ہوئی تیز وتند ہوائیں چل رہی ہوں، کالی گھٹاؤں کا غیظ وغضب برق و رعد کی چمک اور کڑک بن کر امڈا پڑتا ہو، اولوں کی بوچھاڑیں پڑ رہی ہوں۔ لیکن شناور پھر بھی اپنا راستہ نکالتا آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہو! کیا تاریخ کے پاس رقت انگیز مظلومیت اور عزم آموز استقلال کی کوئی مساویانہ مثال ہے؟(۱۴)

نعیم صدیقی ''شخصیت ایک نظر میں'' کے عنوان کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت اور چہرہ سے متعلق مختلف صحابہ کے اقوال نقل کرتے ہیں شخصیت کی ایک جھلک یوں لکھتے ہیں

''کسی بھی شخصیت کو سمجھنے میں اس کی وجاہت بہت بڑی مدد دیتی ہے آدمی کا سراپا اس کے بدن کی ساخت، اس کے اعضاء کا تناسب خاص، اس کے ذہنی اور اخلاقی اور جذباتی مرتبے کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ خصوصاً چہرہ ایک ایسا قرطاس ہوتا ہے جس پر انسانی کردار اور کارناموں کی ساری داستان لکھی ہوتی ہے اور اس

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

پر ایک نظر ڈالتے ہی ہم کسی کے مقام کا تصور کر سکتے ہیں۔'' (۱۵)

آگے نعیم صدیقی ایک لفظی جھلک کو ایک ملاقات اور تعارف کہتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس قد و قامت، خد و خال، چال ڈھال اور وجاہت کا عکس صدیوں کے پردوں سے چھن کر ہم تک پہنچتا ہے وہ بہرحال ایک ایسے انسان کا تصور دلاتا ہے جو ذہانت، شجاعت، صبر و استقامت، راستی و دیانت، عالی ظرفی، سخاوت، فرض شناسی، وقار و انکسار اور فصاحت و بلاغت جیسے اوصافِ حمیدہ کا جامع تھا۔ بلکہ کہنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمانی نقشے میں روح نبوت کا پرتو دیکھا جا سکتا ہے اور آپؐ کی وجاہت خود آپؐ کے مقدس مرتبہ کی دلیل تھی۔ اس موقع پر آپؐ کا ایک ارشاد یاد آیا۔ فرمایا۔ وَاِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ تُبیضُ الْوُجُوْہ' ۔ خدا کا تقویٰ ہی چہروں کو روشن کرتا ہے۔ نبوت تو ایمان و تقویٰ کی معراج ہے، نبی کا چہرہ تو نور افشاں ہونا ہی چاہیے۔'' (۱۶)

نعیم صدیقی اسی موضوع میں صحابہؓ کے اقوال اس طرح نقل کرتے ہیں۔

''دیکھنے والا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا۔'' (حضرت علی)

''خوشی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ ایسا چمکتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ اسی چمک کو دیکھ کر ہم آپؐ کی خوشی کو پہچان جاتے تھے۔'' (کعب بن مالکؓ)

''چہرے پر چاند کی سی چمک تھی۔'' (ہند بن ابی ہالہ) (۱۷)

آگے نعیم صدیقی ام معبد کی جامع لفظی تصویر کا ترجمہ اس طرح نقل کرتے ہیں۔

''پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ پیٹ باہر نکلا ہوا، نہ سر کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحبِ جمال، آنکھیں سیاہ فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرگیں چشم باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش، وقار کے ساتھ گویا دلبستگی لیے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ و

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

دلفریب، قریب سے نہایت شریں وکمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی وبیشی سے معبرّا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد کہ کوتاہی نظر سے حقیر نظر نہ آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرے۔ زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ نظر والا قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد وپیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں، جب حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں، مخدوم مطاع، نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو!'' (۱۸)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے متعلق یوں لکھتے ہیں۔

''قریش مکہ کے ایک مہذب خاندان کا یہ ممتاز فرد قبیلہ بنوسعد کی فضاؤں میں عرب کی فصیح ترین زبان سے آراستہ تو تھا ہی، وحی کی لسان مبین نے حسن گفتار کو اور بھی صیقل کر دیا تھا۔ حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افصح العرب تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کا جہاں ادبی معیار بہت بلند تھا۔ وہاں اس میں عام فہم سادگی بھی تھی اور پھر کمال یہ کہ کبھی کوئی گھٹیاں اور بازاری لفظ استعمال میں نہیں لیا اور نہ کبھی مصنوعی طرز کی زبان پسند فرمائی۔ کہنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دعوت اور اپنے مشن کی ضروریات سے خود اپنی ایک زبان پیدا فرمائی تھی، ایک اسلوب بیان تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک قول ''اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ'' پر بحث کرتے ہوئے ثعلب کا کہنا تھا کہ ''هِيَ لُغَةُ النَّبِي'' یہ نبی اکرمؐ کی مخصوص زبان تھی، بے شمار اصطلاحات بنائیں، تراکیب پیدا کیں، تشبیہیں اور تمثیلیں وضع کیں، خطابت کا نیا انداز نکالا اور بہت سے مروج الفاظ واسالیب کو متروک کیا۔'' (۱۹)

نعیم صدیقی لکھتے ہیں ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے آپؐ سے اپنے مسلک کی وضاحت کا سوال کیا تو اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن الفاظ میں دیا۔ نقل کرتے ہیں ساتھ ترجمے کے

''اَلْمَعْرِفَةُ رَأْسُ مَالِيْ، وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِيْنِيْ، وَالْحُبُّ اَسَاسِيْ، وَالشَّوْقُ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

مَـرْكَبِىْ، وَذِكْرُ اللّٰهِ اَنِيْسِىْ، وَالثِّقَةُ كَنْزِىْ وَالْحُزْنُ رَفِيْقِىْ، وَالْعِلْمُ سَلَاحِى، وَالـصَّبْـرُ رِدَائِىْ، وَالـرِّضَـاءُ غَنِيْـمَتِىْ وَالْعِـجْزُ فَخْرِىْ، وَالزُّهْدُ حِرْ فَتِىْ، وَالْيَـقِيْـنُ قُـوْتِـىْ، وَالصِّدْقُ شَفِيْعِىْ، وَالطَّاعَةُ حَبْسِىْ، وَالْجِهَادُ خُلْقِىْ وَقُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ''

ترجمہ: عرفان میرا سرمایہ ہے عقل میرے دین کی اصل ہے، محبت میری بنیاد ہے شوق میری سواری ہے۔ ذکرالٰہی میرا مونس ہے۔ اعتماد میرا خزانہ ہے۔ حزن میرا رفیق ہے علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے، خدا کی رضا میری غنیمت ہے، عاجزی میرے لیے وجہ اعزاز ہے زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری غذا ہے صدق میرا سفارشی ہے طاعت میرا اندوختہ ہے، جہاد میرا کردار ہے۔۔۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (۲۰)

نعیم صدیقی مکی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کروا رہے ہیں۔ آپ کو وہ نوجوان کہتے ہوئے قبیلۂ قریش میں مقام نبوت سے پہلے اور بعد بعثت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''کیا قریش کی آنکھیں اتنی اندھی تھیں کہ وہ ماحول کی تاریکیوں میں جگمگاتے ہوئے ایک چاند کی شان نہیں دیکھ سکتی تھیں؟ کیا بالشتیوں کی محفل میں وہ اونچے اخلاقی قدوقامت رکھنے والے ایک زعیم کو نہیں پہچان سکتی تھیں؟ کوڑے کے انبار میں پڑا ہوا موتیوں کا ایک ہار ان کو الگ محسوس نہیں ہوتا ہوگا؟ کیا خاروخس کے ہجوم میں ایک گلدستۂ شرافت وعظمت ان سے اپنی قدروقیمت نہیں منوا سکا ہوگا؟ نہیں نہیں قریش خوب پہچانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے؟ مگر انہوں نے جان بوجھ کر آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لی! مفاد اور تعصّبات نے ان کو مجبور کیا کہ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے بن جائیں وَلَهُمْ اَعْيُنٌ '' لَّايُبْصِرُوْنَ بِهَا اور جب کوئی آنکھیں رکھتے ہوئے اندھا بن جاتا ہے تو اس سے بڑی بڑی مصیبتیں اور تباہیاں رونما ہوتی

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ہیں۔''(۲۱)

نعیم صدیقی کا نمونہ انشا پردازی جو ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ حق و نیکی کے جواب میں اہل قریش غنڈہ گردی سے پیش آئے۔

''کانٹے بچھا کر چاہا گیا کہ تحریکِ حق کا راستہ رک جائے!''

گندگی پھینک کر کوشش کی گئی کہ توحید اور حسنِ اخلاق کے پیغام کی پاکیزگی کو ختم کر دیا جائے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوجھ تلے دبا کر یہ توقع کی گئی کہ بس اب سچائی سر نہ اٹھا سکے گی۔ آپ کا گلا گھونٹ کر یہ خیال کیا گیا کہ بس اب وحی الٰہی کی آواز بند ہو جائے گی۔ کانٹوں سے جس کی تواضع کی گئی وہ برابر پھول برساتا رہا! گندگی جس پر اچھالی گئی وہ معاشرے پر مسلسل مشک و عنبر چھڑکتا رہا! جس پر بوجھ ڈالے گئے وہ انسانیت کے کندھے سے باطل کے بوجھ متواتر اتارتا رہا۔ جس کی گردن گھونٹی گئی وہ تہذیب کی گردن کو رسمیات کے پھندوں سے نجات دلانے میں مصروف رہا۔

غنڈہ گردی ایک ثانیہ کے لیے بھی ٹھوس شرافت کا راستہ نہ روک سکی!۔ اور شرافت اگر واقعہ میں ٹھوس اور عزیمت مند ہو تو تاریخ انسانی کے اٹل قوانین مقابلے میں آنے والی شدید سے شدید غنڈہ گردی کا سر نیہوڑا دیتے ہیں۔(۲۲)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ اسلامی کو فنون لطیفہ کے محاذ پر بھی روکا گیا تو اس محاذ کا سپہ سالار نضر بن حارث ابوجہل کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتا ہے۔

''اے گروہِ قریش! تمہارے اوپر ایک ایسا معاملہ آپڑا ہے کہ آگے چل کر اس کے خلاف تمہارا کوئی حیلہ کارگر نہ ہوگا۔ محمدؐ تمہارے درمیان ایک من موہنا نوخیز لڑکا تھا، تم سب سے بڑھ کر راست گو، تم سب سے بڑھ کر امانت دار! یہاں تک کہ جب اس کی کنپٹیوں میں سفید بال آگئے اور اس نے تمہیں اپنا وہ پیغام دیا تو اب

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تم کہتے ہو کہ وہ جادوگر ہے۔۔۔ کہتے ہو کہ کاہن ہے۔۔۔ کہتے ہو کہ وہ شاعر ہے۔۔۔ اور کہتے ہو کہ وہ دیوانہ ہے۔۔۔(ان میں سے کوئی بات بھی درست نہیں ہے)

اے گروہ قریش اپنے موقف پر غور کرو۔ کیونکہ بخدا تمہارے سامنے ایک امر عظیم آچکا ہے۔''

نضر بن حارث کی یہ تقریر بتاتی ہے کہ وہ دعوتِ محمدیؐ کی عظمت کو بھی سمجھتا تھا اور محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار کی رفعت سے بھی اگاہ تھا۔''(۲۳)

نعیم صدیقی اپنی کتاب میں حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''عمرؓ! جو کچھ کر سکتے ہو کرو! لیکن اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا۔''

ایک خاتون، اور وہ بھی بہن۔ ایک پیکر جذبات۔ جسم زخمی! کپڑے خون آلود۔ آنکھوں میں آنسو! اور زبان پر یہ عزیمت مندانہ بول! اندازہ کیجئے کہ اسلام نے کیسی روح نوخواتین تک کے اندر پیدا کر دی تھی۔ عمرؓ کی قاہرانہ طاقت نے اس مظلومانہ منظر کے سامنے ہار مان لی۔ ہیرے کا جگر پھول کی پتی سے کٹ گیا۔ فرمایا۔''تم جو پڑھ رہی تھیں، مجھے بھی لا کر سناؤ'' وہ گئیں اور اجزائے قرآن نکال لائیں۔ جب یہ الفاظ سامنے آئے کہ

''اٰمِنُوْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔'' تو بے اختیار پکار اٹھے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔(۲۴)

نعیم صدیقی تحریک کے نئے مرکز کے حوالے سے لکھتے ہیں

''جب بجز ایسے چند افراد کے کوئی باقی نہ رہا، جنہیں قریش کے جبر نے محصور کر رکھا تھا یا جن کو کسی مفاد یا مصلحت نے باندھ رکھا تھا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانی حکومت کی طرف سے پروانۂ ہجرت ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے تو ایسے عالم میں نکلے جب کہ مکہ والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

دیکھنے کے روادار نہ تھے اور جب نکلنے کی گھڑی آ گئی تو خون کی پیاسی تلواروں کے گھیرے میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے خوفی کی شان سے نکل گئے۔(۲۵)

یہود کے مناظرانہ سوالات کے عنوان سے نعیم صدیقی یوں لکھتے ہیں

''عبداللہ بن سلام کے تحریکِ اسلامی میں شامل ہو جانے کے بعد یہود نے مناظرانہ بحثوں اور کاوشوں کے مورچے جمانے پر پوری پوری توجہ صرف کر دی۔ اور کج بحثیوں کے ترکش کھول کر منطقیّت کے تیر تحریک اسلامی پر برسانے شروع کر دیئے مگر یہ ساری جنگی کاروائی بھی کھلے مورچوں سے نہیں، منافقت کی ٹٹیوں سے جاری کی گئی۔ یہ بزرگانِ تقویٰ کیش حق پژوہی کے بڑے مرعوب کن بہروپ بھر کر تحریکِ اسلامی کے اجتماعات میں شریک ہوتے پھر باتوں باتوں میں گربہ مسکینی کے طرز سے ہونٹ لٹکا لٹکا کر سوالات سامنے لاتے۔''(۲۶)

نعیم صدیقی نظام اخلاق کی پیچیدگیوں کے حوالے سے شیطان کی کوششوں کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

''شیاطین انس کو فی سبیل اللہ فساد میں متحرک رکھنے کے لیے وہ ان کے اوپر کوئی سرخیل چاہتا ہے۔ کوئی امام فتنہ! یہ امام فتنہ اسے مدینہ میں بنا بنایا ہاتھ آ گیا اور تھا بھی وہ تحریک اسلامی کے دائرے کے اندر! یہ ایک شخصیت ایک پیغمبر کی قیادت میں چلنے والی تحریک پر بظاہر امنا وصدقنا بھی کہہ چکی تھی اور دوسری طرف اسی پیغمبر کی ذات اور اس کے مشن کے ساتھ ہر پہلو سے بھڑ بھی رہی تھی۔

انانیت (Self-Importance) کے زیرِ اثر اس فعال کردار نے بڑے تاریخی موقع پر اپنے جذبۂ حسد کے بھڑکتے آتش دان میں سے چنگاری اٹھا کر حرمِ نبویؐ میں ڈال دی۔ اور آناً فاناً سارا معاشرہ ذہنی حیثیت سے بھڑ بھڑ جلنے لگا۔''(۲۷)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نعیم صدیقی نظام انصاف میں رخنہ اندازی کے حوالہ سے یوں لکھتے ہیں۔

''مدینہ کی اسلامی ریاست کا وہ دستوری معاہدہ جس کے تحت مسلمان مہاجرین وانصار اور یہود کے قبائل ایک سیاسی ہیئتِ اجتماعیہ میں جمع ہوئے تھے، اس میں تسلیم کرلیا گیا تھا کہ سیاسی اور عدالتی لحاظ سے اختیار اعلیٰ (Final Authority) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ وہ دستاویز آج تک محفوظ ہے اور اس میں حسب ذیل واضح دفعات موجود ہیں۔

وَاِنَّکُمْ مَھْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْہِ مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ مَرَدَّہٗ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلَی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

(اور یہ کہ جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے تو اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائے)۔

وَاِنَّہٗ مَا کَانَ بَیْنَ اَھْلِ ھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃِ مِنْ حَدْثٍ اَوْ اَشْجَارٍ یَّخَافُ فَسَادَہٗ فَاِنَّ مَرَدَّہٗ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلَی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(اور یہ کہ اس نوشتہ کو قبول کرنے والوں کے درمیان کوئی نیا معاملہ یا جھگڑا پیدا ہو جائے جس پر فساد رونما ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹایا جائے گا)۔(۲۸)

نعیم صدیقی تیسرے بڑے معرکہ خندق کے بارے میں لکھتے ہیں۔

انہوں نے قریش کو یقین دلایا کہ تم حملہ کرو اور جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوری طرح استیصال نہ ہو جائے، ہم ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ وفد یہاں سے کامیاب ہو کر لوٹا تو بنو غطفان کے علاوہ بعض دوسرے قبائل میں گھوما۔ قریش نے بھی اپنے حامیوں اور حلیفوں میں تحریک کی اور احابیش کو امداد کے

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

لیے پکارا۔ گویا اب کی بار جاہلیت نے پورے عرب میں سے اپنی حمایتی قوت نچوڑی۔ اور غالب کے شعر کا سا سماں پیدا کر دیا کہ:

پھر پرسشِ جراحتِ دِل کو چلا ہے عِشق

سامانِ صد ہزار نمکداں کیے ہوئے (۲۹)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات

(۱) نعیم صدیقی محسن انسانیت ص نمبر ۳۳

(۲) م ن ص نمبر ۳۷

(۳) م ن ص نمبر ۴۰

(۴) م ن ص نمبر ۴۲

(۵) م ن ص نمبر ۴۸

(۶) م ن ص نمبر ۵۵

(۷) م ن ص نمبر ۵۶

(۸) م ن ص نمبر ۵۸

(۹) م ن ص نمبر ۶۰

(۱۰) م ن ص نمبر ۶۴

(۱۱) م ن ص نمبر ۷۰

(۱۲) م ن ص نمبر ۷۱

(۱۳) م ن ص نمبر ۸۱

(۱۴) م ن ص نمبر ۸۵

(۱۵) م ن ص نمبر ۹۳

(۱۶) م ن ص نمبر ۹۴

(۱۷) م ن ص نمبر ۹۵

(۱۸) م ن ص نمبر ۱۰۰

(۱۹) م ن ص نمبر ۱۰۸

(۲۰) م ن ص نمبر ۱۱۲

(۲۱) م ن ص نمبر ۱۴۱

(۲۲) م ن ص نمبر ۱۶۶

(۲۳) م ن ص نمبر ۱۸۰

(۲۴) م ن ص نمبر ۱۹۹

(۲۵) م ن ص نمبر ۲۴۰

(۲۶) م ن ص نمبر ۲۶۰

(۲۷) م ن ص نمبر ۳۱۰

(۲۸) م ن ص نمبر ۳۳۳

(۲۹) م ن ص نمبر ۴۳۷

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اصطلاحات

عربی میں اسم مونث ہے اور اصطلاح کی جمع ہے اصطلاح عربی میں اسم مذکر ہے اس کا مطلب ہے کسی علمی یا فنی گروہ کا کسی لفظ کے عام معنوں کے علاوہ کوئی خاص مفہوم مقرر کر لینا۔ مرادی معنی۔

کشاف تنقیدی اصطلاحات کے مطابق اصطلاح (Term) سے مراد ہے وہ لفظ جو اپنے اصل معنی کی بجائے کسی خاص علم یا فن کے دائرے میں مخصوص معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اس علم یا فن سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ ان معنوں پر اتفاق رکھتے ہیں۔ جمع، تفریق، ضرب، تقسیم، جزر، خارج قسمت اور کلیہ فیثا غورث وغیرہ ریاضی کی اصطلاحات ہیں۔ ایڈی پس الجھاؤ، مساکیت، اجتماعی لاشعور اور نرگسیت نفسیات کی اصطلاحات ہیں۔ ہر علم کی اپنی اصطلاحات ہوتی ہیں اور یہ ممکن ہے کہ ایک لفظ سے دو مختلف علوم کے دائروں میں دو مختلف اصطلاحی مفاہیم وابستہ ہوں مثال کے طور پر ریاضی میں مخمس کے معنی ہیں پانچ ضلعوں سے گھری ہوئی شکل، جبکہ شاعری کی اصطلاح میں مخمس کے معنی ہیں نظم کی ایک خاص ہیئت جس میں ہر بند پانچ مصرعوں کا ہوتا ہے۔ اصطلاح اور اصطلاح سازی کے بارے میں وحید الدین سلیم لکھتے ہیں۔

''اصطلاح کی ضرورت ایسی نہیں جس سے لوگ آگاہ نہ ہوں۔ اگر اصطلاحیں نہ ہوں تو ہم علمی مطالب کے ادا کرنے میں طول لاطائل سے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ جہاں ایک چھوٹے سے لفظ سے کام نکل سکتا ہے وہاں بڑے بڑے لمبے لمبے جملے لکھنے پڑتے ہیں اور ان کو بار بار دہرانا پڑتا ہے۔ لکھنے والے کا وقت جدا ضائع ہوتا ہے اور پڑھنے والے کی طبیعت جدا ملول ہوتی ہے۔ اصطلاحیں درحقیقت اشارے میں جو خیالات کے مجموعوں کی طرف ذہن کو فوراً منتقل کر دیتے ہیں۔''

یہ اصطلاحیں اصل میں کیمیاء کے عناصر اور مرکبات کو مختصر کرنے والے سمبلز اور فارمولے ہیں۔

نعیم صدیقی صاحب نے ''محسنِ انسانیت'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو اصطلاحات استعمال کی ہیں

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حرف آغاز میں اس کے بارے میں خود یوں لکھتے ہیں۔

''اس غرض کے لیے ایک تو مَیں نے اس زمانے کے مسائل واحوال، طریقہ ہائے اظہار اور اصول فہم کو سامنے رکھا، دوسری طرف مروجہ مقبول انداز کلام کو پھر اپنے مقصد کے لیے ایک دلکش زبان ایجاد کی جس کے ساتھ طرز بیان میں سوز وساز کا رنگ بھرا، نئی اصطلاحات ایجاد کیں جو اس کتاب سے پہلے کہیں نہ ملیں گی۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے اصطلاحات

مشیت الٰہی، مشیت ربانی، شہنشاہ حقیقی، فرمانروائے حقیقی، حاکم کائنات، حاکم قادر وتوانا، خدائے دانا وبینا، زندگی بخش طاقت، آسمانی حکومت، قرب الٰہی، تائید الٰہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اصطلاحات

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسول ہدایت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، معراج انسانیتؐ، محسن اعظمؐ و بنی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، انسان اعظمؐ، سرتاجِ انسانیتؐ، نمونۂ انسانیتؐ، قائد انسانیتؐ، پیکر رحمتؐ، معمارِ انسانیتؐ، خادمانِ انسانیتؐ، قائد تحریکِ فلاحِ انسانیت، قائدِ محبوبؐ، قائد اعلیٰؐ، قائد تحریک، قائد اسلامؐ، قائد جلیلؐ، رسالتِ مآبؐ، داعیٔ تحریکؐ، بنیٔ آخر زماںؐ، انسان کاملؐ، رحمت دو عالمؐ، سالارِ لشکرؐ، داعیٔ اسلامؐ، سربراہ اعلیٰؐ، سربراہ کارؐ، علمبردارِ حقؐ، علمبردار اولینؐ، داعیٔ اولؐ، رسولِ برحقؐ، پیغمبرِ حقؐ، کمانڈرؐ، اولین مخاطبؐ، عنان بردار، امیر کارواںؐ، فاتح عربؐ، فاتح مکہؐ، نقیب انقلابؐ، برادرزادے، کریم النفس ہستیؐ، صاحب دعوت ہستیؐ، عالم نو کا معمارِ اعظمؐ، تحریک عدل کے قائدؐ، تحریک کے علمبردار اولؐ، مجسمۂ صبر واستقامتؐ، تحریک حق کے آسمانی لیڈرؐ، عظیم ترین شخصیتؐ، اسلامی تحریک کے قافلہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سالارؐ، دنیا کے سب سے بڑے تاریخ سازؐ، خدا کا سب سے زیادہ اطاعت شعار بندہؐ، سربراہ کار تحریک و پیکر صبر و عزیمت، بیدار مغز قیادت، اسلامی معاشرہ کے سربراہ کار، سپہ سالار افواج، بیدار دل قوت، نمونۂ حیات۔

قرآن کے اصطلاحات

وحی ربی، کلام الٰہی، آیات الٰہی، نغمۂ آسمانی، آسمانی القاء۔

اسلام کے لیے اصطلاحات

دعوتِ حق و شریعت الٰہی و قانونِ آسمانی و نظامِ امن و رحمت، دعوتِ محمدیؐ، شجرۂ طیبہ کلمۂ حق، جذبۂ صادقہ اور عزیمتِ مجاہدانہ۔

انبیاء کے لیے اصطلاحات

انبیاء ماسبق، مدائن صالح، مرد صالح، مصری خزائن ارض۔

صحابہؓ کے لیے اصطلاحات

داعیانِ حق، عقیدت مندانِ رسالت، دعیانِ اصلاح و تعمیر، مقربینِ خاص، سفینۂ قلب و روح، نورانی تحریک کے علمبردار، مرد عظیم (عمرؓ)، خودی کش درویش (سعدؓ)، مجسمۂ صدق و صفا (زیدؓ)، رضا کاروں، پیکر ہائے اخلاص، مجسمۂ ایمان۔

مومنین کے لیے اصطلاحات

مسافرانِ حق، علمبرداران حق، بندگانِ خدا، فاقہ کشانِ راہِ حق، فاتح طاقت، غیر بین مسلمانانِ کرام۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

انسان کے لیے اصطلاحات

اولادِ آدمؑ، ابنائے آدم، کاروانِ انسانیت، دنیائے انسانیت، اصلاحِ انسانیت، تاریخِ انسانیت۔

قریش کے لیے اصطلاحات

پروپیگنڈسٹ، صرفیانِ قریش، استادانِ فن، مریضانِ جذباتیت، باشندگانِ مکہ، ردِعملی تحریک، دشمنانِ حق، متولیانِ کعبہ، دشمنانِ تحریک، اربابِ جہالت، فرزندانِ جاہلیت، کعبہ کے اجارہ داروں، فتنہ گرانِ قریش، اسیرانِ بدر، جاہلیت کے قائدینِ اعلیٰ، جنگجو مزاحمین، مفرورین، مکہ کا سب سے بڑا جاہلی لیڈر اور دشمنِ خدا (ابوسفیان) کے لیے۔

یہود کے لیے اصطلاحات

فرزندانِ بیت المقدس، پیروانِ مذہب، بزرگانِ تقویٰ کیش، جانشینانِ انبیاء، بزمِ نبوت، علمبردارانِ کتابِ الٰہی، مسند نشینانِ درس و افتاء، حاملینِ توراۃ، عظمائے یہود بآں جبّہ و دستار، اجارہ دارانِ تقویٰ، تقدس مآبانِ مدینہ، جانشینانِ انبیاء و رسل، بزرگانِ یہود، انبیاء کے وارثوں، الٰہی ہدایت کے ٹھیکیداروں، حاملانِ دینِ متین، حامیانِ شرعِ متین، سکہ بند اللہ والے، پیروانِ موسیٰؑ، سیاسی گماشتے، گرفتار شدگان۔

منافقین کے لیے اصطلاحات

مریضانِ نفاق، امامِ فتنہ، منافقِ اعظم، بصیرت کے ٹھیکیداروں، فتنہ پردازوں، افتراء پرداز، سرخیلِ فتنہ، امامِ شر، غدارانِ مدینہ، باشندگانِ مدینہ، مغربی نکتہ طرازوں، ظلم انگیز مزاج۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

جاہلیت کے لیے اصطلاحات

نظامِ جاہلی، جاہلی ثقافت، جاہلی تمدن، جاہلی نظام حیات، جاہلی قیادت، فاسد قیادت، فاسد مذہبیت، اندھی رسمیت، سکہ بند مذہبیت، نظام رائج، متزلزل نظام، بوڑھی مذہبیت، جاہلی تاریخ، انقلاب دشمن فوج، انقلاب دشمن قوت۔

بیت کے لیے اصطلاحات

خداوندِ سنگین، اصنام وآلہہ، خداوندان جاہلیت، خدائے گم شدہ۔

متفرق اصطلاحات

نقشۂ حیات، سلیم الفطرت، مسائلِ حیات، سجدۂ عبودیت، معرکہ خیر وشر، اولیائے مقتول، مدینۃ النبی، کارنامہ حیات، حلقۂ رفاقت، عالم آخرت، جہانی امامت، بزمِ رسالت، حرم نبوی، بہتان عظیم، نظریۂ حق، سرمایہ حیات، سیاستِ نبوی، جذبۂ رحمت۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

تمثیلات

یہ تمثیل کی جمع ہے اور عربی میں اسم مونث ہے جس کے لغوی معنی ہیں تشبیہہ دینا، مشابہ کرنا، تشبیہہ، مثال، نظیر، مشابہت، مطابقت، ڈرامہ۔

کشاف تنقیدی اصطلاحات کے مطابق تمثیل کے اصطلاحی مفہوم درج ذیل ہیں۔

(ا) تمثیل کا لفظ بعض اوقات اداکاری اور ڈرامہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثال کے طور پر علامہ اقبال کی نظم تیاتر میں اس کے یہی معنی مراد لیے گئے ہیں۔

حریم تیرا خودی غیر کی معاذ اللہ
دوبارہ زندہ نہ کر کاروبار لات و منات
یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تو نہ رہے
رہا نہ تو نہ ساز خود نہ ساز حیات

اسی مناسبت سے تمثیلچہ کا لفظ مختصر ڈرامے یا ایکانکی ڈرامے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ممثل کا لفظ ایکٹر کے لیے اور ممثلہ کا لفظ ایکٹرس کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(ب) بعض اوقات تمثیل یا اخلاق تمثیل کی اصطلاح (Allegory) کے لیے استعمال ہوتی ہے اور بعض اوقات ہر ایسی کہانی جو کسی اخلاقی سبق کی تدریس و تلقین کے لیے تمثیلاً کہی جائے کو تمثیل کہہ دیا جاتا ہے جیسے مولانا روم کی تمثیلیں۔

(ج) منطق میں تمثیل (Analogy) کے اصطلاحی معنی ہیں۔ دو چیزوں کی بعض مشابہتوں کو دیکھ کر یہ قیاسی نتیجہ اخذ کرنا کہ چونکہ یہ چیزیں فلاں یا فلاں فلاں باتوں میں ایک دوسرے سے مماثل ہوں گی۔ یاد رہے کہ انتہائی قرین قیاس تمثیل بھی گمان غالب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اسے قطعی دلیل کا درجہ حاصل نہیں ہو

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سکتا۔ تمثیل گمراہ کن بھی ہوسکتی ہے ایسی تمثیل کو تمثیل کاذب (False Analogy) کہتے ہیں۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نعیم صدیقی صاحب نے بے شمار تمثیلات کا استعمال کیا ہے جو بطور مشابہت کے بھی ہیں اور سبق آموز قصے کے طور پر بھی ہیں ذیل میں کتاب سے تمثیلات کے نمونے دیئے جاتے ہیں۔

انسان خواہش پرستی کی ادنیٰ سطح پر گر کر درندوں اور چوپایوں کی شان سے جی رہا تھا جو زور والا تھا اس نے کمزوروں کو بھیڑ بکریوں کے گلوں کی طرح قابو میں کر رکھا تھا۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کی نیّا کو طوفانی موجوں میں ہچکولے کھاتے چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی فکر نہیں کی بلکہ بدی کے ہلاکت انگیز گردابوں سے لڑ کر ساری اولاد آدمؑ کے لیے نجات کا راستہ کھولا۔ تمدن کی کشتی کی پتوار سنبھالی اور اسے ساحل مراد کی طرف رواں کر دیا۔ کاروان زندگی جو راہزنوں کے درمیان گھرا کھڑا تھا وہ پھر فلاح وارتقاء کی راہوں پر گامزن ہوگیا۔(۲)

یہی کلمہ حق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انقلاب کا بیج تھا اس بیج سے صالح زندگی اور صحت مند تمدن کا وہ شجرہ طیبہ نمودار ہوسکتا تھا۔ جس کی شان یہ ہے کہ اس کی جڑیں زمیں میں گہری اتری ہوئی ہیں اور اس کی شاخیں فضا کی بلندیوں میں پھیلی ہیں۔(۳)

تاروں کے اس جھرمٹ میں سے کون ہے جس کا ایمان لحہ افگن نہیں ہے۔(۴)

ہم نے کلمہ حق کی مشعل کو بلند رکھنے میں کوتاہی کی اور اس نظام حق کا اپنے ہاتھوں ستیاناس کر کے رکھ دیا۔ نتیجہ یہ کہ دور حاضر کا قافلۂ فکر بھٹک کر غلط موڑ مڑا تو ہم اپنا فرض ادا کرنے کے اہل نہ رہے۔(۵)

پورے دور میں تاریخ ایک ہنڈیا کی طرح ابال کھاتی رہی ہے اور اس ہنڈیا کے کھولتے ہوئے پانی میں اپنے جیسے کروڑوں انسانوں کے انبوہ کے ساتھ خود کو بھی مٹر یا چاول کے ایک دانے کی مانند زیروزبر ہوتے پایا

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ہے۔(۶)

مگر انسان اور انسان کے درمیان بھائی بھائی کا سا تعلق نہیں۔ چیتے اور بھیڑیے کا سا معاملہ ہے۔(۷)

ذرا کسی ایسے کارواں کا تصور کیجئے جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر ڈیرہ ڈالے اور زربفت کے خیمے نصب کر کے کھانے پینے، رقص وموسیقی اور شعر وشراب میں مگن ہو۔اس کے پاس کاروباری اموال کے انبار ہوں اس کے ساتھ روپے سے بھری ہوئی تھیلیاں ہوں، جانوروں اور سواریوں کی کثرت ہو۔اس کا اسلحہ چمکدار اور اس کا پہرہ مضبوط ہو۔لیکن عین اس کے قالینوں اور بستروں اور مسندوں کے نیچے زمین میں چند فٹ کی گہرائی پر خوفناک لاوہ کھول رہا ہو اور تھوڑا ہی وقفہ اس میں باقی ہو کہ پہاڑ پھٹ پڑے اور آگ کا طوفان اُمڈنے لگے۔ کچھ ایسا ہی حال ہمارے تمدن کا ہے جو موجودہ لمحہ تاریخ کی پہاڑی پر پڑاوٴ ڈالے ہوئے ہے اس پہاڑی کے سینے میں ہولناک ترین بحران کا لاوا کھول رہا ہے۔(۸)

اس کے نقوش بے شمار افراد کی کتاب حیات کے اوراق کی زینت ہیں، ابوبکر وعمر، عثمان وعلی، عمار و یاسر، خالد وخویلد اور بلال وصہیب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سب کے سب ایک ہی کتاب سیرت کے اوراق ہیں۔ایک چمن کا چمن ہے کہ جس کے لالہ وگل اور نرگس ونسترن کی ایک ایک پتی پر اس چمن کے مالی کی زندگی مرقوم ہے۔(۹)

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی مثال ایک جوہر کے کھڑے پانی کی نہیں ہے کہ جس کے ایک کنارے کھڑے ہو کر ہم بیک نظر اس کا جائزہ لے ڈالیں۔وہ ایک بہتا دریا ہے جس میں حرکت ہے روانی ہے کشمکش ہے، موج وحباب ہیں، سیپیاں اور موتی ہیں اور جس کے پانی سے مردہ کھیتوں کو مسلسل زندگی مل رہی ہے۔اس دریا کا زمز آشنا ہونے کے لیے اس کے ساتھ ساتھ رواں رہنا پڑتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ سیرت کی

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بہت سی کتابیں پڑھ کر نادر معلومات ملتی ہیں۔ لیکن ہمارے اندر تحریک پیدا نہیں ہوتی۔ جذبے انگڑائی نہیں لیتے، عزم وہمت کی رگوں میں نیا خون نہیں دوڑتا۔ ذوق عمل میں نئی حرارت نہیں آتی۔ ہماری زندگیوں کا جمود نہیں ٹوٹتا۔ وہ شرار آرزو ہم اخذ نہیں کر پاتے جس کی گرمی نے یکہ وتنہا اور بے سروسامان فرد کو قرنوں کے جمے ہوئے فاسد نظام کے خلاف معرکہ آرا کر دیا۔ وہ سوز وساز ایمان ہمیں نہیں ملتا۔ جس نے ایک یتیم بے نوا کو عرب وعجم کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے والا بنا دیا۔(۱۰)

ایسے بڑے آدمیوں کی زندگیوں کا جب مطالعہ کرتے ہیں تو بالعموم یہی دیکھتے ہیں کہ ان کی قوتوں کا سارا رس زندگی کی کسی ایک شاخ نے چوس لیا اور باقی ساری ٹہنیاں سوکھی رہ گئیں۔ ایک پہلو اگر بہت زیادہ روشن ملتا ہے تو دوسرا پہلو تاریک دکھائی دیتا ہے۔(۱۱)

آپ ؐ کی سیرت کے مدرسے سے ایک حاکم، ایک امیر، ایک وزیر، ایک افسر، ایک ملازم، ایک آقا، ایک سپاہی، ایک تاجر، ایک مزدور، ایک جج، ایک معلم، ایک وعظ، ایک لیڈر، ایک ریفارمر، ایک فلسفی، ایک ادیب ہر کوئی یکساں درس حکمت وعمل لے سکتا ہے۔ وہاں ایک باپ کے لیے، ایک ہمسفر کے لیے، ایک پڑوسی کے لیے یکساں مثالی نمونہ موجود ہے۔ ایک بار جو کوئی اس درسگاہ تک آپہنچتا ہے پھر اسے کسی دوسرے دروازے کو کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔(۱۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام اور اسوہ درحقیقت سورج کی روشنی اور بارش کے پانی اور ہوا کے جھونکوں کی طرح کا فیضانِ عام ہے لیکن اسے ہم نے اپنی نااہلی سے گروہی خول میں بند کر دیا ہے۔(۱۳)

اپنے ان کرتوتوں کے فطری نتائج سے جھولیاں بھریں۔ اس طرح تاریخ کے بہتے پانی کو گندے خیالات اور گھٹیا خیالات سے گدلہ کیا اور یہی گدلہ پانی بہہ بہہ کر بعد کی نسلوں تک پہنچا۔ انہوں نے کینے اور تعصب کی ایک میراث پیدا کی اور وہ میراث بعد کے یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے چھوڑ گئے۔(۱۴)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

پھر ظلم یہ ڈھایا جاتا ہے کہ اس صاحب دعوتِ ہستی کے پیش کردہ پیغام کا مطالعہ جڑ سے شروع کر کے ٹہنیوں اور برگ و بار تک نہیں پہنچایا جاتا بلکہ اساسی نظریہ کو سمجھے بغیر اور فکر کی جڑ کی ماہیت متعین کیے بغیر مناظرہ باز پادریوں کی نہج پر پڑ کر جزئیاتی مسائل کی چند کونپلوں کو لے لیا جاتا ہے مثلاً داعی اسلام نے تعداد ازواج کو جائز رکھا، مذہب کے لیے تلوار اٹھائی۔(۱۵)

ایک شخص انسانیت کا مکمل نقشہ اپنی ذات میں بنا کر سامنے لاتا ہے اب اس نقشے کو مجموعی طور پر سمجھنے سے قبل اس کی دو ایک لکیروں اور نشانوں کو پکڑ کر بحث شروع کر دیتے ہو کہ یہ لکیریں اور یہ نشان یوں کیوں لگائے گئے ہیں۔ حالانکہ اگر نقشے کی مجموعی ترتیب کو ڈھنگ سے سمجھا گیا ہوتا تو ان لکیروں اور نشانوں کی ماہیت بھی از خود سمجھ میں آجاتی۔(۱۶)

ایک باغ پر رائے قائم کرنے کے لیے اس کو مجموعی حیثیت سے سامنے رکھنا ہوتا ہے۔ نہ کہ اس کے اندر گھاس کی دو ایک پتیوں اور کسی پودے کی کونپلوں کو سارے باغ سے الگ کر کے زیر مطالعہ لایا جاتا ہے۔ آپ سیرت محمدیؐ اور پیغام محمدیؐ کے پورے چمن کو دیکھیں اور اس کی مجموعی ترتیب کو سمجھیں۔ پھر آپ کو اس کے اندر ایک ایک شاخ اور ایک ایک پتی کا مقام خود ہی سمجھ میں آجائے گا۔(۱۷)

سیرتِ نبویؐ کا منظر کچھ ایسا ہے جیسے تاریخ کے طوفانی سمندر میں بغیر کشتی اور پتوار کے کوئی پیراک موجوں گردابوں اور نہنگوں سے لڑ رہا ہو۔ زفیریں بجاتی ہوئی تیز و تند ہوائیں چل رہی ہوں۔ کالی گھٹاؤں کا غیظ و غضب برق و رعد کی چمک اور کڑک بن کر اُمڈا پڑتا ہو۔ اولوں کی بوچھاڑیں پڑ رہی ہوں۔ لیکن شناور پھر بھی اپنا راستہ نکالتا آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہو۔(۱۸)

گردن۔ پتلی لمبی۔۔۔ جیسے مورتی کی طرح خوبصورتی سے تراشی گئی ہو۔۔۔

گردن کی رنگت چاندی جیسی اجلی اور خوشنما۔۔۔(ہند بن ابی ہالہؓ)(۱۹)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ریشم کا دبیز یا باریک کوئی کپڑا یا کوئی اور چیز ایسی نہیں جسے میں نے چھوا ہو اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم وگداز ہو۔" (حضرت انسؓ) (۲۰)

"مجھے خدا نے ہدایت اور علم کا جو کچھ سرمایہ دے کر اٹھایا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے زمین پر موسلا دھار بارش ہو۔ پھر اس زمین کا جو ٹکڑا بہت ہی زرخیز ہے اس نے پانی کو پوری طرح جذب کیا اور مرجھایا ہوا سبزہ اس سے ترو تازہ ہو گیا اور نئی بوٹیاں کثرت سے اُگ آئیں۔ پھر زمین کا کچھ سخت حصہ ایسا بھی تھا جس نے پانی کو اندر جمع کر رکھا اور اللہ نے لوگوں کے لیے مفید بنایا۔ انہوں نے اس کو پیا پلایا، اور کھیتیوں کو اس سے سیراب کیا۔ پھر یہ پانی ایک اور قطعہ پر برسا جو چٹیل میدان تھا، اور نہ اس نے پانی جمع کر کے رکھا، نہ جذب کر کے روئیدگی دکھائی۔ پس اس میں ایک مثال تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے علم دین میں سوجھ بوجھ پیدا کی اور جو کچھ ہدایت مجھے دے کر اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے اس سے انہیں فائدہ پہنچا۔ انہوں نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا دوسری مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اس دعوت کو سن کر سر نہیں اٹھایا اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا۔ جو میرے ذریعے بھیجی گئی ہے۔ (۲۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کبھی نسیم سحر کی طرح، کبھی آب جُو کی طرح اور کبھی تیغِ برق دم کی طرح متحرک ہو جاتی۔ (۲۲)

قافلے کا دیدبان اپنے ساتھیوں کو کبھی غلط اطلاع نہیں دیا کرتا۔۔۔ بخدا تم کو لازماً مرنا ہے جیسے کہ تم سو جاتے ہو اور پھر مرنے کے بعد تم کو جی اٹھنا ہے۔۔۔ جیسے کہ تم نیند سے بیدار ہو جاتے ہو۔۔۔ (۲۳)

آج جو تمدن مغرب میں نشو نما پا گیا ہے اس میں "کسے را با کسے کارے نباشد" کی فضا بڑی انسانیت کش ہو گئی ہے۔ (۲۴)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس باغ میں آتے تو نسیم کے جھونکے کی طرح آتے اور ایک عجیب شگفتگی

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

پھیل جاتی۔(۲۵)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خزیرہ (گوشت کا قیمہ بنا کر پانی میں پکاتے اور پھر اس پر آٹا چھڑکتے جو ساتھ ہی پکتا) تیار کیا۔ حضرت سودہؓ بھی موجود تھیں اور رسولؐ خدا دونوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ بے تکلفی کی فضا تھی۔ میں نے سودہؓ سے کہا کہ کھاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ پھر اصرار سے کہا کہ کھاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ پھر اصرار سے کہا کہ تمہیں ضرور کھانا ہوگا۔ انہوں نے پھر انکار کیا۔ ادھر سے پھر کہا گیا کہ اس میں سے کھاؤ ورنہ اٹھا کر تمہارے منہ پر مل دوں گی۔ حضرت سودہؓ نے پھر ہٹ دکھائی۔ حضرت عائشہؓ نے خزیرہ میں ہاتھ ڈالا اور واقعی حضرت سودہؓ کے چہرے پر لیپ کر دیا۔ اس بے تکلفی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب ہنسے اور سودہؓ سے کہا کہ تم اس کے منہ پر ملو تا کہ حساب برابر ہو جائے۔ چنانچہ سودہؓ نے ایسا ہی کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکرر ہنسے۔(۲۶)

ایک بار آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے اُمِ زرع کی کہانی بیان کی۔ اس کہانی میں گیارہ عورتیں اپنے اپنے خاوندوں کا کردار آپس میں بیان کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک عورت اُمِ زرع اپنے خاوند ابوزرع کا مَن موہنا کردار پیش کرتی ہے۔ یہ کہانی ادبی لحاظ سے بڑی دلچسپ ہے۔ خاتمے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ میں بھی تمہارے حق میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ ابوزرع اُمِ زرع کے لیے تھا۔ اسی طرح کسی دوسرے موقع پر کوئی قصہ سنایا تو سننے والیوں میں سے ایک نے کہا یہ تو خرافہ کے قصوں جیسا ہے (عرب میں خرافہ کی ایک روایتی شخصیت تھی جس سے بہت سے حیرت ناک قصے منسوب تھے)۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ جانتی ہو کہ خرافہ کی کیا حقیقت تھی۔ پھر آپؐ نے خرافہ کی روایتی شخصیت کا قصہ بھی بیان کیا بنو عذرہ کے اس آدمی کو جن پکڑ کر لے گئے تھے اور کچھ عرصے بعد واپس چھوڑ گئے تھے۔(۲۷)

آپؐ کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ زندگی اس طرح گزاری جائے جیسے مسافر گزارتا ہے۔ فرمایا کہ میری مثال

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس مسافر کی سی ہے جو تھوڑی دیر کے لیے سائے میں آرام کرے اور پھر اپنی راہ لے۔ مراد یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کو منتہا بنائیں اور دینوی زندگی کو ادائے فرض یا امتحان کے طور پر گزاریں۔(۲۸)

کیا قریش کی آنکھیں اتنی اندھی تھیں کہ وہ ماحول کی تاریکیوں میں جگمگاتے ہوئے ایک چاند کی شان نہیں دیکھ سکتی تھیں؟ کیا بالشتیوں کی محفل میں وہ اونچے اخلاقی قد و قامت رکھنے والے ایک زعیم کو نہیں پہچان سکتی تھیں؟ کیا کوڑے کے انبار میں پڑا ہوا موتیوں کا ایک ہار ان کو الگ محسوس نہیں ہوتا ہوگا؟ کیا خار و خس کے ہجوم میں ایک گلدستۂ شرافت و عظمت ان سے اپنی قدر و قیمت نہیں منوا سکا ہوگا؟ نہیں نہیں قریش خوب پہچانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے۔(۲۹)

فاسد مذہبیت اور اندھی رسمیت کا ماحول ایک آہنی خول کی طرح انسانی خودی کو بھینچے ہوئے تھا۔ جمود نے زندگی کے سمندر پر یخ کی ایک موٹی تہ مسلط کر رکھی تھی کہ جس کو توڑ کر موج کے لیے اوپر آنے کا کوئی موقع نہ تھا۔(۳۰)

برسر اقتدار طبقہ تختِ قیادت پر بیٹھا اپنے زعمِ قوت میں مگن رہا اور سچائی اور نیکی کی کونپل تخت کے سائے میں آہستہ آہستہ جڑیں چھوڑتی رہی اور نئی پتیاں نکالتی رہی۔ یہاں تک کہ تاریخ کی زمین میں اس نے اپنا ایک مقام بنا لیا۔(۳۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اخفاء کے مشکِ حق کی خوشبو کو ہوا کی لہریں لے اڑی تھیں۔(۳۲)

دوسرے واقعہ پر ماحول کا سکون نہیں ٹوٹا، زندگی کے سمندر کے نہنگوں اور گھڑیالوں نے کوئی انگڑائی نہیں لی۔ لیکن اس کے بعد یہ تیسرا قدم اٹھا تو اس نے معاشرہ کو ہسٹریا کے دورے میں مبتلا کر دیا جو آہستہ آہستہ شروع ہو کر روز بروز تند و تیز ہوتا گیا!(۳۳)

دیکھو جی! ان ہونی باتیں ہو رہی ہیں! یہ اندھی جب اٹھ رہی ہوگی تو تصور کیجئے کہ اس میں راستہ دیکھنا

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اور سانس لینا عام لوگوں پر کتنا دوبھر ہو گیا ہوگا اور داعیانِ حق کے مختصر سے قافلے کو کس آفت کا سامنا ہوگا! مگر آندھیاں اربابِ عزیمت کے راستے کبھی نہیں روک سکتیں۔ (۳۴)

کیا ایک اُمڈتے ہوئے سیلاب کے آگے گوبر کے پشتے باندھ کر اس کو روکا جا سکتا ہے! مستہزئین مکہ دیکھ رہے تھے کہ وہ گندگی کے جو جو بند بھی باندھتے ہیں ان کو یہ دعوت بہائے لیے جا رہی ہے اور ہر صبح اور شام کچھ نہ کچھ آگے ہی بڑھتی جا رہی ہے۔ (۳۵)

ایک محاذ شعراء کا قائم کیا گیا تھا۔ یوں سمجھئے کہ شعراء اس دور میں تقریباً آج کے صحافیوں کی پوزیشن میں تھے جس طرح آج ایک ماہر فن صحافی اگر اپنے قلم اور اخبار کی طاقت کے بل پر کسی کے پیچھے پڑ جائے تو اپنے شذرات سے اور فکاہی ہجونگاری سے اور مراسلات کے کالموں کے غیر شریفانہ استعمال سے، خبروں کے بلیک اوٹ کرنے بیانات کی کُتر بیونت کرنے، گمراہ کن سرخیاں جمانے سے وہ کسی دعوت، جماعت اور تحریک کے لیے بھاری مشکلات پیدا کر سکتا ہے ٹھیک یہی مقام شعراء عرب کا تھا۔ وہاں ایک سے زیادہ شعراء اس کام پر لگا دیئے گئے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی دعوت وتحریک کو گلی گلی بدنام کرتے پھریں اور مقفیٰ و مسجع گالیاں نشر کریں۔ بالکل یہ سماں تھا کہ جیسے ذہنی وفکری دنیا میں ایک شریف راہ گیر کے پیچھے کتے لگا دیئے گئے ہوں۔ لیکن محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام اور کردار بجائے خود شاعروں کے جادو کا کامیاب توڑ تھا۔ (۳۶)

جو لوگ کہ آنکھوں دیکھتے ایک امر حق کو نہیں ماننا چاہتے وہ اپنے اور داعی کے درمیان طرح طرح کے نکتے اور لطیفے اور باتوں میں سے باتیں نکال نکال کر ایک سنگین دیوار چنتے رہتے ہیں۔ اس بودی دیوار کا ہر ردہ رکھتے ہی گر پڑتا ہے۔ معاندین کچھ اور اینٹ گارا لاتے ہیں۔ پھر ساری مزدوری برباد جاتی ہے۔ پھر وہ اور مسالہ استعمال کرتے ہیں۔ غرض ان کی ساری عمر اس کھیل میں گزر جاتی ہے۔ (۳۷)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ایسے عقلی استدلال کا تناسب پورے ہنگامۂ مخالفت میں آٹے میں نمک کا سا تناسب رکھتا تھا۔(۳۸)

رسولؐ خدا کی شرافت اور سنجیدگی غنڈہ گردی کے چڑھے ہوئے دریا میں پاکی دامن کو کنول کی طرح صحیح سلامت لیے آگے ہی آگے بڑھتی جارہی تھی۔(۳۹)

ولید:۔''خدا کی قسم! اس کی بات میں بڑی مٹھاس ہے اور اس کی بات کی جڑ بڑا پھیلاؤ رکھتی ہے اس کی شاخیں باردار ہیں۔''(۴۰)

اس امر کے آثار بالکل نہیں تھے کہ تحریک اسلامی کا شجرۂ طیبہ اس سنگلاخ زمین میں برگ و بار لا سکے گا۔حالات بتا رہے تھے نظامِ حق کی تاسیس یہاں نہیں ہونے کی۔(۴۱)

ایک خاتون اور وہ بھی بہن۔ایک پیکرِ جذبات۔جسم زخمی کپڑے خون آلود۔آنکھوں میں آنسو!۔اور زبان پر یہ عزیمت مندانہ بول! اندازہ کیجئے کہ اسلام نے کسی روحِ نوخواتین تک کے اندر پیدا کر دی تھی۔عمرؓ کی قاہرانہ طاقت نے اس مظلومانہ منظر کے سامنے ہار مان لی۔ہیرے کا جگر پھول کی پتی سے کٹ گیا۔(۴۲)

ایسے واقعہ کا پیش آنا بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت عمرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے قرآن سننے پہنچے ہوں اور پھر آیات الٰہی نے ایمان کا بیج ان کے قلب میں بو دیا ہو۔(۴۳)

دشمنانِ حق اپنی ساری تدبیروں کے علی الرغم یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ حق کا سیلاب آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے اور بڑی بڑی اہم شخصیتوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔(۴۴)

غور کیجئے بظاہر یاس انگیز ماحول میں یہ بشارت دی جارہی تھی اور پھر کس شان سے یہ بہت ہی جلد پوری ہوئی۔گویا تحریک حق نے ہتھیلی پر سرسوں جما دی۔(۴۵)

اب دعوتِ حق کی بہرحال ایک منظم طاقت تھی۔اس کا جماعتی نظم بڑا مضبوط تھا۔اس کا کرداری وزن

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بہت زیادہ تھا۔اس کی استدلالی اپیل غیر معمولی حد تک زوردار تھی۔اس کے خادموں کی مظلومیت دلوں کو فتح کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔اب سچائی کا ننھا سا بیج ایک تناور درخت بن چکا تھا۔(۴۶)

آج مکہ کے پیکر سے اس کی روح نکل گئی تھی۔آج اس چمن کے پھولوں سے خوشبو اڑی جا رہی تھی، آج یہ چشمہ سوکھ رہا تھا۔آج اس کے اندر سے بااصول اور صاحب کردار ہستیوں کا آخری قافلہ روانہ ہو رہا تھا۔دعوت حق کا پودا مکہ کی سرزمین سے اُگا۔لیکن اس کے پھلوں سے دامن بھرنا۔مکہ والوں کے نصیب میں نہ تھا۔پھل مدینہ والوں کے حصہ میں آئے۔ساری دنیا کے حصہ میں آئے۔مکہ والے آج دھکیل کر پیچھے ہٹائے جا رہے تھے۔(۴۷)

مکہ میں افراد تیار کیے گئے مدینہ میں اجتماعی نظام کی تشکیل ہوئی۔یہاں مسالہ تیار ہوا۔وہاں عمارت کھڑی کی گئی۔(۴۸)

دین حق کی جو پنیری وہاں سخت ناسازگار حالات سے دوچار تھی۔یہاں لا کر جونہی نصب کی گئی تو وہ تیزی سے برگ و بار لانے لگی۔(۴۹)

مدینہ تک گل دعوت کی نگہت کا پہلا جھونکا ہی پہنچا ہوگا کہ اس کی روح وجد میں آ کر پکار اُٹھی ''لبیک''۔(۵۰)

لیکن اس کے دل کی مٹی میں دعوت کا بیج پڑ گیا تھا۔یہ لوگ واپس لوٹ گئے۔(۵۱)

اب کے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد مکہ پہنچی۔مدینہ کی کھیتی خوب فصل دے رہی تھی۔یہ بیعت گویا اسلامی قصر ریاست کی پہلی اینٹ تھی اور ساتھ کے ساتھ کتابِ تحریک میں لکھے جانے والے باب ہجرت کا دیباچہ!(۵۲)

ان پر انہوں نے اپنا غصہ نکالا لیکن سانپ نکل گیا تھا۔اب لکیر پیٹنے سے کیا حاصل۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

معاشی شہ رگ کٹ جائے گی۔(۵۳)

جس شخصیت سے سابقہ تھا وہ عالی حوصلگی کی اونچی چوٹی پر کھڑی تھی۔ وہاں سمندر کا سا وسیع ظرف تھا۔ وہ پیکرِ صبر واستقلال ٹھنڈی عزیمت اور ٹھہراؤ والی فطرت سے آراستہ تھا۔

وہ اہل مکہ کے خلاف مشیت الٰہی کے کھیل کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے اپنا فرض صبر وتحمل سے ادا کر رہا تھا۔اس کی مثال ڈوبتے جہاز کے بہادر کپتان کی سی تھی۔ جو سارے عملے اور سارے مسافروں کو سلامتی کی کشتی پر سوار کرنے کے بعد سب سے آخر میں جہاز کو چھوڑنے والا تھا۔(۵۴)

مدینہ کی چشم انتظار ہر دم مکہ سے آنے والے راستہ پر لگی رہنے لگی۔ایک فصل لہلہا رہی تھی اور اس انتظار میں تھی کہ ابر کرم آئے اور برس جائے۔ ایک چمن لالہ وگل آراستہ تھا اور امیدوار تھا کہ باد بہاری کے جھونکے آئیں اور رنگ وبو کے طوفان اُبل پڑیں۔ مسالہ جمع پڑا تھا اور ہمہ تن آرزو تھا کہ معمار انسانیت آئے اور تعمیر نو بپا کر دے۔(۵۵)

حق اگر میدان میں آ گیا ہو تو پھر ناگزیر تھا کہ باطل کے محاذ پر بھی گرما گرمی پیدا ہو جائے۔ عاشق جانباز اگر کوچۂ جاناں کی طرف اقدام کرے تو پھر رقیب روسیاہ کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے۔(۵۶)

درحقیقت ایسے لوگوں کا پارٹ بالکل اسی نوعیت کا ہوتا ہے جیسے چڑھتے سورج کی شعاع افگنی سے چڑ کر چمگادڑ فضا میں اپنے پر پھیلا کر زمانے کو تاریک رکھنے کے درپے ہوں۔ جیسے شہسواروں کے کسی دستے کا راستہ روکنے کے لیے چند مچھر اور مکھیاں اپنی بھنبھناہٹ کا پورا زور شور دکھا دیں۔ جیسے چودھویں کے چاند کو دیکھ کر کوئی گنوار اس کی طرف منہ کر کے تھوک دے۔(۵۷)

وہ سمجھ رہے تھے کہ یہ اجڑے پجڑے لوگ، جو سینکڑوں کی تعداد میں یوں اکھڑے چلے آ رہے ہیں۔ ان کو ہم نے اپنے باڑے کی بھیڑیں بنا لیں گے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ان کے نزدیک تو گویا مدینہ کے ماحول میں ان کے گھر کے دروازوں پر شکار آ آ کر جمع ہو رہا تھا اور وہ اپنے دام و فتراک تیار کئے گھات میں بیٹھے تھے۔ ان کی نگاہ میں گویا مچھلیاں تھیں جو غول در غول ساحل کے پاس آ رہی تھیں اور یہ ماہی گیر کھلی ہوئی باچھوں کے ساتھ مذہبی مکاری کی ڈوریاں اور کنڈیاں پانی میں ڈال رہے تھے۔(۵۸)

انہوں نے محسوس کیا کہ ان کا سارا بازار تقدس اجڑ جانے والا ہے اور ان کے باڑے کی بھیڑیں ایک ایک کر کے ہاتھ سے جانے والی ہیں۔

چنانچہ اندر ہی اندر ان میں ایک حاسدانہ ابال پیدا ہونے لگا اور وقتاً فوقتاً یہ گندا مادہ ان کے اجتماعی بدن کے ناسوروں سے بہنے لگا۔ خصوصاً تحویلِ قبلہ پر تو یہ جذباتی پیپ یہودی سوسائٹی کے مسام مسام سے رِسنے لگی۔(۵۹)

اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دشمنوں کے دلوں کے پھوڑے کیسے پکے ہوئے تھے۔

اس تغیر احوال کو دیکھ کر یہود کے سینوں پر سانپ لوٹ لوٹ جاتے تھے۔(۶۰)

اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہنے کی بجائے اپنے بروں کو اچھا اور دوسروں کے اچھوں کو برا قرار دیا جاتا ہے۔ اپنے باڑے کی بھیڑ کالی بھی ہو تو بھی سفید شمار ہوتی ہے اور باہر کی بھیڑ سفید بھی ہو تو اسے کالی کہا جاتا ہے۔ بلکہ اپنے باڑے کی سفید بھیڑ باڑ پھاند کر باہر ہوتے ہی کالی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہر دور میں قماش کے مذہب داروں کا حال یہی رہا ہے۔(۶۱)

آفتاب نکلتا ہے تو کون نہیں جانتا کہ طوفان نور اُبل پڑا۔ آدمی اور حیوان تو خیر آنکھیں رکھتے ہیں۔ گھاس کی ایک ایک پتی کو علم ہو جاتا ہے کہ وہ ہونے والا واقعہ ہو گیا جو ہر شبِ تیرہ کے خاتمے پر روز ہوا کرتا ہے۔ بلکہ حرارت اور گرمی مٹی کے بے جان ذروں اور پانی کے قطروں اور ہوا کی موجوں تک کو یہ معرفت دے

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

دیتی ہیں کہ نور کا پیغامبر جلوہ آرا ہو چکا۔طلوعِ آفتاب تو ایسا بڑا انقلابی واقعہ ہوتا ہے کہ اسے چمگادڑیں اور اُلو تک جان جاتے ہیں۔ان کی فطرت کج کی امتیازی شان بس یہ ہوتی ہے کہ روشنی ہونے پر اور دنیا کی تو آنکھیں کھلتی ہیں اور ان کی آنکھیں بند ہو جایا کرتی ہیں۔ بلکہ ان کے لئے سورج کے نکل آنے کی علامت ہی یہ ہوتی ہے کہ ان کی آنکھیں چندھیا کر رہ جائیں۔انسان اتنا اندھا نہیں ہوسکتا کہ اس کے سامنے خدا کے انبیاءؑ مرتبہ اعجاز کو پہنچے ہوئے علم و کردار کے ساتھ جلوہ گر ہوں اور وہ یہ نہ محسوس کر لے کہ کوئی عظمت مآب اور غیر معمولی اہمیت کی شخصیت ابھری ہے۔(۶۲)

اس اندیشے کے پیش نظر نصیحت کر دی گئی کہ ان گردابوں کو پار کرنے کے لیے صبر وصلوٰۃ کے سفینے ہی کارآمد ہوسکتے ہیں۔(۶۳)

سب سے بڑھ کر یہ کہ عرب کے جنگجو بدوی معاشرے کے طوفانی سمندر میں یہ گھر چار ہزار برس سے ایک جزیرۂ امن بنا کھڑا ہے۔(۶۴)

ان جانشینانِ انبیاء اور علمبردارانِ کتاب الٰہی اور مسند نشینانِ درس و افتاء نے بغض کے میخانے سے جام کے جام چڑھا کر جن کرتوتوں کا مظاہرہ کیا۔ بہرحال اب دلوں میں بھرا ہوا طوفان بند توڑ کر اُمڈ پڑا۔(۶۵)

آدمی کا ہر ہر بول اور اس کا اندازِ گفتگو اس کی سیرت کا اسی طرح ترجمان ہوتا ہے۔جس طرح کھانے کی کسی دیگ میں سے اس کی خوشبو پھیل کر دور دور تک کھانے کی نوعیت اور اس کے مسالوں کے معیار کا اعلان کر دیتی ہے اب اگر کسی دل و دماغ کی دیگ سے بدزبانی اور بدتمیزی کی سڑانڈ اٹھ رہی ہو تو کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ اس کے اندر پاکیزہ خیالات اور شریفانہ جذبات سے ترکیب پا کر کوئی اعلیٰ سیرت پک رہی ہوگی۔ جب کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اختلاف کرنے والوں کے خلاف بدزبانی اور بدتمیزی کی سطح پر اتر آیا ہے تو سمجھو کہ یہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اس کے مقابلے میں دلیل کی بازی بھی ہر چکا اور اخلاق کے مقابلے میں بھی شکست کھا چکا۔ اب یہ ہرا ہوا کھلاڑی محض دل کا بخار نکال رہا ہے اور دل کا بخار نکالنے والی طاقتیں تاریخ میں کوئی اثر نہیں پا سکتیں وہ بس دل کا بخار نکالتی رہتی ہیں اور تعمیری دعوتوں کے قافلے گام بہ گام آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔(٦٦)

یہ بخار بڑا اٹیلا اور موذی ثابت ہوا۔ ناقص غذا کے ساتھ اس نئی بلا نے جس کو نشانہ بنایا اس کو ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا کے چھوڑا۔ لوگ معاشی تگ ودو کے قابل نہ رہے۔ ایک طرف تحریک کا سفینہ مشکلات اور مخالفتوں کے نت نئے گردابوں سے دوچار تھا۔(٦٧)

اس واقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ سنار کی بھٹی کی مانند ہے کہ کھوٹ میل کو الگ کر دیتی ہے اور زرِ خالص کو الگ کر دیتی ہے۔(بخاری) یعنی تحریکوں کے کارِ عظیم کے لیے جو لوگ اٹھتے ہیں۔ ان کو قدم قدم پر ایسے مراحل ابتلا پیش آتے ہیں کہ جن کو پار وہی کرتا ہے جس کے پاس ایمان زرِ کامل عیار موجود ہو، کھوٹا مال کسی نہ کسی مرحلے میں الگ ہو جاتا ہے۔ سو مدینہ کا یہ مرحلۂ ابتلاء سنار کی بھٹی کا سا کام کر رہا تھا۔(٦٨)

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے باران رحمت کی طرح تقسیم ہونے لگی۔ دولت کی اس بہتی گنگا کو دیکھ کر زر پرستوں کے منہ میں پانی بھر آتا اور وہ چاہتے کہ جاہلی دور کی طرح آج بھی اس گنگا سے وہی ہاتھ رنگیں جو پہلے مضبوط مالی حیثیت کے مالک ہیں۔(٦٩)

یہ شخص جو واقعہ افک میں فتنہ کی بارود کو فتیلہ دکھانے والا ہیرو تھا۔ اس کی رگ رگ میں اسلامی انقلاب کے خلاف بغض اور کینہ کا آتشیں لاوا بھرا پڑا تھا۔ لیکن ایک دن اچانک اس کے دل کا ناسور پھٹ پڑا اور گندہ متعفن مادہ بہنے لگا۔(٧٠)

یہ شخص نفاق کے پورے ڈرامے کا مرکزی ہیرو بن کر تاریخ کے اسٹیج پر کام کرتا رہا۔ شکوک وشبہات،

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

شر پسندانہ اعتراضات اور کارکنوں کو ذہنی طور پر الجھا دینے والے سوالات فضا میں بھنگوں کی طرح اڑتے پھرتے ہونگے۔لیکن بھنگوں اور کیڑوں کی نقل وحرکت نے کبھی کسی اصول وکردار رکھنے والی طاقت کے فاتحانہ اقدام کو روکنے میں کامیابی نہیں حاصل کی۔(۷۱)

اسی حرم کے گرد نئی اسلامی معاشرت کا چھتہ تیار ہو رہا تھا۔اور اس چھتے کو برباد کرنے کے لیے کارگر ترین وار وہی ہوسکتا تھا جو اس کے مرکز پر کیا جائے۔منفی تخریبی طاقت نے یہ آخری وار بھی کر ڈالا۔(۷۲)

مراد یہ ہوتی تھی کہ اس تحریک کی گاڑی کو جس ڈھب سے چلایا جا رہا ہے اس کے پیشِ نظر ہر وقت یہ خطرہ ہے کہ اب کسی چٹان سے ٹکرائی اور اب کسی کھڈ میں گری۔آخر ہم کیوں مفت میں اپنے آپ سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔(۷۳)

یہاں جب فتنہ کی فصل باقاعدہ برگ وبر لانے لگتی تو پھر کہیں جا کر اخلاقی نظام جماعت ان کو موقع دیتا کہ وہ زبان کھولیں اور اجتماعی نظم کو حرکت میں لائیں۔(۷۴)

جیسے نجویٰ کے پیدا کردہ بارود کے ڈھیر میں بی جمالو کی طرح ایک چنگاری اٹھا پھینکنے کی جسارت حاصل ہو۔(۷۵)

اس فعال کردار نے اپنے جذبۂ حسد کے بھڑکتے آتش دان میں سے چنگاری اٹھا کر حرم نبویؐ میں ڈال دی اور آناً فاناً سارا معاشرہ ذہنی حیثیت سے بھڑ بھڑ جلنے لگا۔(۷۶)

لیکن ایک مضبوط اور خود شناس نظام جماعت کا معدہ ایسی مکھیوں کو جز و بدن نہیں بننے دیتا بلکہ اُگل کر پھینک دیتا ہے۔البتہ اگر کسی سرپسند کو کسی نظام جماعت کے اندر ممتاز اور مضبوط افراد اپنے پروں کے نیچے لینے والے مل جائیں تو پھر مار ہائے آستین پرورش پاتے رہتے ہیں اور جماعت کو ان کے ڈنگ کھانے پڑتے ہیں۔(۷۷)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اوس اور خزرج کے درمیان کھچاؤ پیدا کرنے کے لیے متواتر فتنہ کی بارود بچھائی جا رہی تھی۔ یہ دراصل عصبیت کی وہی بارود پھٹ رہی تھی جسے عبداللہ بن ابی غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر دلوں کی گہرائیوں میں بچھا چکا تھا۔(۷۸)

اس فضا میں ایسے رخنے ہیں کہ علمبردارانِ صداقت کی سوسائٹی میں جھوٹ برگ و بار لائے۔ فرمایا جا رہا ہے کہ یہ بہتان نہیں تھا۔ عصیان کی ایک بہتی گنگا تھی جس سے کسی نے خم اور کسی نے جام بھرا اور کسی نے چلو ہی لیا۔(۷۹)

اچھا چمن افکار و کردار ہو گا جس میں فتنہ کا مالی کانٹے بوتا رہے اور زبانوں کی کیاریاں کانٹے اگاتی رہیں۔

بد قسمتی سے جو مخلص، ایماندار اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جماعت اور تحریک کے وفادار افراد اس سیل تند و تیز میں بہہ گئے تھے۔

سورۂ نور کی الہامی شعاعیں جن حساس لوگوں کے دلوں میں نشتر بن کر اتر رہی تھیں آج حسانؓ بھی ان کے زمرے میں تھے۔(۸۰)

ہر انسان بڑا ہو یا چھوٹا ہر وقت شیطان کی کمان سے نکلنے والے تیروں کی زد میں ہے بلکہ فتنے ہر اہم اور بڑے آدمی کے گرد گھیرا ڈالنے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔(۸۱)

ایک شجرۂ طیّبہ کمال شادابی کے ساتھ پاکیزہ برگ و بار دیتے دیتے یکا یک ایک دن خبیث پھل لے آئے۔(۸۲)

ان کے اندازے یہ ہونگے کہ شاخسار وطن سے ٹوٹ گرنے والی یہ چند مسلی ہوئی خشک پتیاں اول تو حادثات کے جھونکوں میں اڑ جائیں گی اور اگر پڑی بھی رہیں تو ان سے کوئی چمن شاداب تو وجود پانے کا

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نہیں۔(۸۳)

عبرت لیجیے کہ جذبۂ حسد ورقابت کا ننھا سا بیج کس طرح ایک شجرۂ خبیثہ پیدا کرتا ہے دیکھئے کہ کس طرح اسلامی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لیے کفر بھی ایک مسجد کا خوشنما پردہ فراہم کرتا ہے۔(۸۴)

تو پھر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔(۸۵)

اتنی شرارتوں کے باوجود اس گھر کے سفینے کا بخیر وخوبی بچ کے نکل جانا اس کے اہل کی مضبوطی، شرافت اور یک جہتی کا ثبوت ہے۔

اب اندازہ کر لیجیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر چہار طرف کس طرح رنگا رنگ شرارتوں کے ڈائنا میٹ بچھائے جارہے تھے کہاں کہاں فتیلے رکھے جارہے تھے۔(۸۶)

مگر ہم لوگ بکریاں ہیں اور یہ ہمارے چرواہے بن گئے ہیں۔ ہم گویا بے عقل ہیں اور یہ لوگ بڑے خردمند ہیں۔

اگر یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سچا ہے تو پھر ہم لوگ تو گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔(۸۷)

ذرا انسانیت کے اس معمار کے مقام کا تصور کیجیے کہ جس کے گرد قتل کی سازشیں عشق پیچاں کی بیلوں کی طرح نشو ونما پاتی تھیں اور فتنے تیندوے کی تاروں کی طرح پھیلے تھے۔ مدینہ میں کچھ مکڑے بیٹھے تھے اور دن رات وہ پیشۂ شجاعت کے شیر کا شکار کرنے کے لیے جالے تنتے رہتے تھے۔ ادھر مکہ کا کوہ آتش فشاں بھی روز بروز زیادہ کھولتا چلا جارہا تھا اور اس کے سینے میں عناد اور کمینگی کا لاوا برابر زور کر رہا تھا۔(۸۸)

یہ سچائی کی اس صبح درخشاں کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے تھے جس کے دامن نور کے نیچے تاریکیوں کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ یہ اس نظام نو کا گلا کاٹنا چاہتے تھے۔ جس کے صدیوں کے زخم خوردہ مظلوم طبقوں کو پہلی مرتبہ زندگی، آزادی، مساوات اور عزمت وآبرو سے مالا مال کیا تھا۔(۸۹)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نمونے کی پہلی نوخیز ریاست کا سربراہ شر وفساد کے اس طوفان کے نرغے میں سے بڑے وقار اور سکون کے ساتھ۔ بلکہ موجوں اور نہنگوں کو خندۂ استہزاء سے داد دیتا ہوا۔ چھوٹی سی ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو نکال لیے جا رہا ہے۔(۹۰)

جہاں عملاً کوئی کارنامہ انجام نہ دیا جا سکا وہاں زبان کے نشتر چلا چلا کر تحریک اسلامی کی رگیں کاٹنے اور مدینہ کی ریاست کا جگر چھیدنے کی کوشش ضرور کی گئی۔(۹۱)

تحریک حق کی شعاعیں فضا میں پھیلتی ہی چلی گئیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام گونجتا ہی چلا گیا اخلاص پھولا پھلا مگر غداریوں کے جھاڑ جھنکاڑ پھل تو کیا لاتے، ان کی جڑیں ہی کھد گئیں۔(۹۲)

ان مظلوموں کے خون شہادت کے قطرے دلوں کی کھیتیوں میں ایسے بیج بن کر پڑے ہوں گے کہ آگے چل کر ان سے اسلام کی نئی فصلیں لہلہا اٹھنی تھیں۔(۹۳)

معاملہ کی نوعیت وہ ہے جو ایک باغبان اور جنگل کے وحشی جانوروں کے درمیان اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی پیکرِ عمل اجاڑ زمین کو تیار کر کے اس میں چمن بندی کرنے لگے وہ اگر جنگلی جانوروں سے تعرض نہیں کرتا، تو اس کا باغ ختم ہوتا ہے اور باغ کو بچانا چاہے تو جنگلی جانوروں کے لیے اسے بہر حال سنگ دل بننا پڑتا ہے۔(۹۴)

وہ اس کی حفاظت کے لیے ٹھیک وہی مقدس جذبہ رکھتے تھے جس سے سرشار ہو کر کوئی مرغی جب کسی چیل کو منڈلاتے دیکھتی ہے تو سب کچھ فراموش کر کے اپنے چوزوں کو پروں تلے سمیٹ لیتی ہے۔

زخموں کو فراموش کر کے کبھی چین سے غفلت کی نیند نہ سوئے اور ان کی نگاہ۔ سروں پر لٹکتے ہوئے اس خنجر پیکار سے کبھی نہ ہٹی جس کے قبضہ پر مکہ کی قیادت کا ہاتھ تھا اور جس کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا کہ کب وہ برقِ خرمن سوز کی طرح اچانک ٹوٹ پڑے۔(۹۵)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔
mushtaqkhan.iiui@gmail.com

اگر مدینہ کی جماعت اسلامی اس طرح سوچتی، تحریک کے تقاضوں کی تبدیلی کا شعور نہ پا سکتی آگے۔ بڑھتے بڑھتے بحث ونزاع میں لگ جاتی، تو چار تنکوں سے تحریک نے جو آشیانہ بنایا تھا، وہ آشیاں سازوں کے جذبات کی اپنی ہی کسی چنگاری سے جل چکا ہوتا۔ اس کے لیے کسی خارجی برق درخشاں کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔(۹۶)

جن لوگوں کو انہوں نے بے سروسامان بنا کر نکالا تھا اور جنہیں وہ خالہ بلی کے منہ کا نوالہ سمجھ رہے تھے۔ وہ ضرورت پڑنے پر اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکتے ہیں۔ تاہم مکہ کی پروپیگنڈا مشینری نے آتشِ غضب کو بھڑکانے میں واقعۂ نخلہ سے خوب فائدہ اٹھایا۔(۹۷)

حضورؐ جیسی ہستی جب اپنا کل سرمایہ تحریک میدان عمل میں رکھ کر ایسی رقت آفریں دعا کا قاصد عرش پر دستک دینے کے لیے بھیجے تو کیوں نہ فرشتوں کی فوجیں اتر پڑیں اور دوسری طرف کرنوں کا ایک غول تھا جو مدینہ کے افق سے ظہور کرنے والی صبح نو کو پورے خطۂ حیات میں پھیلا دینا چاہتا تھا اور جس کی نگاہوں میں جاہلیت کی تاریکیوں کا سینہ چھیدنا ایک مقدس فریضہ کی حیثیت رکھتا تھا۔(۹۸)

یہ معرکہ محیر العقول نتیجہ کے اعتبار سے تاریخ انسانی میں اپنی مثال آپ ٹھہرا کہنا چاہیے کہ ابابیلوں کے ذریعے قدرت نے ایک بار پھر ہاتھیوں کے لشکر کو تہس نہس کر دکھایا۔(۹۹)

قلت تعداد کے ساتھ یہ نازک موقع جب کہ ایک چیونٹی کی مدد بھی ملتی تو گراں بہا محسوس ہوتی۔(۱۰۰)

حریف جب زخم کھالیتا ہے تو پھر اس کا جذبۂ انتقام اس سانپ کی طرح پیچ وتاب کھاتا ہے جس کی دم کچل دی گئی ہو۔(۱۰۱)

عبداللہ بن ابی بھی اول الذکر رائے کا علمبردار تھا اور یہ بات معلوم عام تھی کہ قریشی ساز باز کے تار اس

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کی ذات سے آکر جڑتے تھے۔ دوسری جنگ کے موقع پر قریش نے اس سے قارورہ ملا رکھا تھا۔(۱۰۲)

روشن مستقبل کی لہریں قدامت کے ساحل سے خوب ہی ٹکرائیں، مگر حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابودجانہؓ کی شان جانبازی سب سے بڑھ کر نمایاں تھی۔ آخر جاہلیت پرستوں کے قدم اکھڑ گئے اور ان کی رجز خواں نازنینیں بدحواسی میں بھاگیں تو چھلاووں کی طرح غائب ہوگئیں۔

حضورؐ کے یہ الفاظ تھے کہ "اگر تم دیکھو کہ پرندے ہماری بوٹیاں نوچے لیے جارہے ہیں تو بھی تم جگہ سے نہ ٹلنا۔"(۱۰۳)

عمروؓ بن جموح اور متعدد بدری صحابی دنیا کی عظیم ترین سچائی کے شجرِ طیبہ کو اپنے خون سے سیراب کر گئے۔(۱۰۴)

مدینہ کی قوت کو چکنا چور کرنے کا کام ناتمام رہ گیا۔ اب اسے تلافی مافات کی فکر ہوئی مگر بعد از وقت یہ گویا مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کی صورت تھی۔(۱۰۵)

وہ ایک دم ٹوٹ پڑا اور زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ شہادت گہِ عشق میں کشتگان خنجرِ تسلیم میں شامل ہوگیا۔ جس تحریک میں ایسا ایثار محبت کام کر رہا ہو اس کی موجوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔(۱۰۶)

اس سعید روح نے بنوقُریظہ کو پہلے سے بدعہدی سے روکنا چاہا تھا۔ انتہائی بنجر زمین نے بھی ایک گل رنگین تلواروں کی کڑکتی بجلیوں کی چھاؤں میں پیش کر دیا۔(۱۰۷)

یہ نئی طاقت جو ابھر رہی ہے تو یہ کوئی ایسا غبار نہیں جو ہوا کے ہر جھونکے کے ساتھ اڑنے لگے اور اسلامی قیادت کا جھنڈا کسی کھوکھلے کھمبے پر نہیں لہرا رہا جسے پھونکوں سے گرا دیا جائے۔ عوامی عناصر کو محسوس ہونے لگا کہ مستقبل قریش کا نہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔(۱۰۸)

انہوں نے خود ہی معاہدہ حدیبیہ کو توڑ ڈالا جو فریقین کے درمیان ایک حفاظتی فصیلِ امن بنا کھڑا تھا۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کچھ مدت تو چپ چاپ گزر گئی، لیکن آخر کار پرانے جذبات عناد کی بارود بھڑک اٹھی۔

تیسری طرف مفسد قوتوں کو دبا کر ایک وسیع علاقے میں لا اینڈ آرڈر خوب اچھی طرح قائم کر کے نظام نو کی عمارت اٹھاتا جا رہا تھا۔(۱۰۹)

ان الفاظ کے گونجتے ہی ظلم، مکر، تشدد اور خونخواری کی وہ ساری گندی تاریخ قریش کی نگاہوں کے سامنے سے ایک فلم کی طرح گزر گئی ہوگی۔ جسے انہوں نے بیس اکیس برس میں تیار کیا تھا۔(۱۱۰)

ایک طرف تو عفو و رحمت کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور فاتح قوت خون کا ایک قطرہ بھی بہانے سے گریز کر رہی ہے۔(۱۱۱)

یہ قبائل عرب کے اوراق پریشان کی شیرازہ بندی کے لیے ایک ایسا بندھن ہیں۔

رائے عام کی سرزمین میں ان کی جڑیں گہری ہوں۔ کسی قیادت کا درخت ہوا میں نصب نہیں ہوسکتا۔

قریش کی قیادت کی صلاحیتیں جاہلیت کے تابع تھیں تو اسلام کی نگاہ میں مسترد تھیں لیکن اب اگر وہ اسلام کے تحت آکر ایمان و تقویٰ کا جوہر حاصل کر سکتی تھیں۔ تو اب وہ ایک متاعِ گراں بہا تھیں۔(۱۱۲)

بنوہوازن، اہل طائف اور بنوثقیف کا بھی بڑا حصہ تھا۔ یہ گویا ایک ہی تنے کی شاخیں تھیں۔(۱۱۳)

حضورؐ نے نوفل بن معاویہ سے خصوصی مشورہ طلب کیا۔ اس نے یہ دلچسپ جواب دیا کہ لومڑی بھٹ میں گھس گئی ہے کوشش جاری رکھیں تو قابو میں آکے رہے گی۔(۱۱۴)

جس نے عفو اور احسان کے دریا بہانے میں کہیں بھی کوتاہی نہیں کی۔

قرن ہا قرن سے یکجا سمٹی ہوئی دولت کی یخ بستہ ندی کو پہلی بار کھلے بہاؤ کا موقع ملا اور اونچے اور نیچے قبائل کے پرانے معاشی عدم توازن کا ازالہ ہونے لگا۔(۱۱۵)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

انصار نے جب دریائے کرم کو قریش کے حق میں اس طرح امڈتے دیکھا تو ان کے بعض عناصر تھوڑی دیر کے لیے ادنیٰ جذبات کی لپیٹ میں آ گئے۔(۱۱۶)

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں جنہوں نے دنیا بھر میں ایمان و اخلاق کی روشنی پھیلانے کے لیے ایک مینار تیار کیا تھا وہ بھلا کیسے کیے کرائے کو غارت ہونے دے سکتے تھے۔(۱۱۷)

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

حوالہ جات

(۱)نعیم صدیقی محسن انسانیت ص نمبر۳۶

(۲)م ن ص نمبر۳۷ (۳)م ن ص نمبر۴۱ (۴)م ن ص نمبر۵۹

(۵)م ن ص نمبر۶۱ (۶)م ن ص نمبر۶۲ (۷)م ن ص نمبر۶۳

(۸)م ن ص نمبر۶۴ (۹)م ن ص نمبر۷۰ (۱۰)م ن ص نمبر۷۰

(۱۱)م ن ص نمبر۷۱ (۱۲)م ن ص نمبر۷۱ (۱۳)م ن ص نمبر۷۲

(۱۴)م ن ص نمبر۷۴ (۱۵)م ن ص نمبر۷۷ (۱۶)م ن ص نمبر۷۷

(۱۷)م ن ص نمبر۷۸ (۱۸)م ن ص نمبر۸۵ (۱۹)م ن ص نمبر۹۷

(۲۰)م ن ص نمبر۹۹ (۲۱)م ن ص نمبر۱۱۲ (۲۲)م ن ص نمبر۱۱۳

(۲۳)م ن ص نمبر۱۱۵ (۲۴)م ن ص نمبر۱۱۶ (۲۵)م ن ص نمبر۱۲۱

(۲۶)م ن ص نمبر۱۲۱ (۲۷)م ن ص نمبر۱۲۲ (۲۸)م ن ص نمبر۱۲۳

(۲۹)م ن ص نمبر۱۴۱ (۳۰)م ن ص نمبر۱۴۶ (۳۱)م ن ص نمبر۱۴۹

(۳۲)م ن ص نمبر۱۴۹ (۳۳)م ن ص نمبر۱۵۱ (۳۴)م ن ص نمبر۱۵۳

(۳۵)م ن ص نمبر۱۵۴ (۳۶)م ن ص نمبر۱۵۸ (۳۷)م ن ص نمبر۱۶۰

(۳۸)م ن ص نمبر۱۶۴ (۳۹)م ن ص نمبر۱۶۵ (۴۰)م ن ص نمبر۱۷۴

(۴۱)م ن ص نمبر۱۹۴ (۴۲)م ن ص نمبر۱۹۹ (۴۳)م ن ص نمبر۲۰۱

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

(۴۴) م ن ص نمبر ۲۰۴

(۴۵) م ن ص نمبر ۲۰۸

(۴۶) م ن ص نمبر ۲۱۶

(۴۷) م ن ص نمبر ۲۲۰

(۴۸) م ن ص نمبر ۲۲۷

(۴۹) م ن ص نمبر ۲۲۸

(۵۰) م ن ص نمبر ۲۳۰

(۵۱) م ن ص نمبر ۲۳۱

(۵۲) م ن ص نمبر ۲۳۵

(۵۳) م ن ص نمبر ۲۳۵

(۵۴) م ن ص نمبر ۲۴۰

(۵۵) م ن ص نمبر ۲۴۱

(۵۶) م ن ص نمبر ۲۴۸

(۵۷) م ن ص نمبر ۲۵۱

(۵۸) م ن ص نمبر ۲۵۲

(۵۹) م ن ص نمبر ۲۵۳

(۶۰) م ن ص نمبر ۲۵۴

(۶۱) م ن ص نمبر ۲۵۶

(۶۲) م ن ص نمبر ۲۵۹

(۶۳) م ن ص نمبر ۲۶۷

(۶۴) م ن ص نمبر ۲۶۸

(۶۵) م ن ص نمبر ۲۶۹

(۶۶) م ن ص نمبر ۲۷۲

(۶۷) م ن ص نمبر ۲۷۷

(۶۸) م ن ص نمبر ۲۷۸

(۶۹) م ن ص نمبر ۲۸۵

(۷۰) م ن ص نمبر ۲۸۹

(۷۱) م ن ص نمبر ۲۹۵

(۷۲) م ن ص نمبر ۳۰۰

(۷۳) م ن ص نمبر ۳۰۸

(۷۴) م ن ص نمبر ۳۰۹

(۷۵) م ن ص نمبر ۳۱۰

(۷۶) م ن ص نمبر ۳۱۰

(۷۷) م ن ص نمبر ۳۱۴

(۷۸) م ن ص نمبر ۳۱۵

(۷۹) م ن ص نمبر ۳۱۷

(۸۰) م ن ص نمبر ۳۲۰

(۸۱) م ن ص نمبر ۳۲۱

(۸۲) م ن ص نمبر ۳۲۴

(۸۳) م ن ص نمبر ۳۲۷

(۸۴) م ن ص نمبر ۳۳۱

(۸۵) م ن ص نمبر ۳۳۵

(۸۶) م ن ص نمبر ۳۴۶

(۸۷) م ن ص نمبر ۳۴۳

(۸۸) م ن ص نمبر ۳۴۷

(۸۹) م ن ص نمبر ۳۴۹

(۹۰) م ن ص نمبر ۳۵۰

(۹۱) م ن ص نمبر ۳۵۵

(۹۲) م ن ص نمبر ۳۵۸

(۹۳) م ن ص نمبر ۳۶۶

(۹۴) م ن ص نمبر ۳۸۳

(۹۵) م ن ص نمبر ۳۹۵

(۹۶) م ن ص نمبر ۴۰۰

(۹۷) م ن ص نمبر ۴۰۳

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

(۹۸) م ن ص نمبر ۴۰۸

(۹۹) م ن ص نمبر ۴۰۹

(۱۰۰) م ن ص نمبر ۴۱۰

(۱۰۱) م ن ص نمبر ۴۱۴

(۱۰۲) صفحہ نمبر ۴۱۷

(۱۰۳) م ن ص نمبر ۴۱۹

(۱۰۴) م ن ص نمبر ۴۲۱

(۱۰۵) م ن ص نمبر ۴۲۲

(۱۰۶) م ن ص نمبر ۴۲۵

(۱۰۷) م ن ص نمبر ۴۴۸

(۱۰۸) م ن ص نمبر ۴۵۸

(۱۰۹) م ن ص نمبر ۴۵۹

(۱۱۰) م ن ص نمبر ۴۶۴

(۱۱۱) م ن ص نمبر ۴۶۲

(۱۱۲) م ن ص نمبر ۴۷۱

(۱۱۳) م ن ص نمبر ۴۷۲

(۱۱۴) م ن ص نمبر ۴۷۴

(۱۱۵) م ن ص نمبر ۴۷۵

(۱۱۶) م ن ص نمبر ۴۷۶

(۱۱۷) م ن ص نمبر ۴۸۰

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

محاورات

محاورہ عربی میں اسم مذکر ہے جس کے لغوی معنی ہیں ہم کلامی، باہمی گفتگو، بول چال، بات چیت، سوال جواب، وہ کلمہ یا کلام جسے اہل زبان نے لغوی معنی کی مناسبت یا غیر مناسبت سے کسی خاص مفہوم کے لیے مخصوص کرلیا ہو، مشق، مہارت، لپکا، عادت۔

محاورہ کشاف تنقیدی اصطلاحات کے مطابق اصطلاح میں خاص اہل زبان کے روزمرہ یا بول چال یا اسلوب بیان کا نام محاورہ ہے۔لیکن روزمرہ اور محاورہ کا اطلاق خاص کران افعال پر ہوتا ہے جو کسی اسم کے ساتھ مل کر اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔مثلاً اتارنا کے حقیقی معنی کسی چیز کو اوپر سے نیچے لانے کے ہیں مثلاً گھوڑے سے سوار کو نیچے اتارنا، کھونٹی سے کپڑا اتارنا، کوٹھے سے پلنگ کو اتارنا وغیرہ۔ان میں سے کسی کو بھی محاورہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔کیونکہ اتارنا ان میں اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔لیکن نقشہ اتارنا، نقل اتارنا، دل سے اتارنا محاورات ہیں کیونکہ یہاں اتارنا اپنے مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔اسی طرح روٹی کھانا محاورہ نہیں ہے۔غم کھانا، قسم کھانا، دھوکہ کھانا محاورات ہیں۔

نعیم صدیقی صاحب نے اپنی کتاب ''محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں بھی بہت سے محاورات کا استعمال کیا ہے جو اس کے ادبی حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں ذیل میں ان محاورات کے نمونے دیئے جاتے ہیں۔

امید گاہ باقی ہونا۔ اقامت دین کرنا۔ اچک لیے جانا۔ اوجھل رہ جانا۔ اسرار کھلنا۔ امتیازی شان ہونا۔ استفادہ کرنا۔ آزاد ہونا۔ اندھادھند اقدامات کرنا۔ انتباہ دیا۔ اغراض پرستش گھس گئی۔ اجارہ بنا لینا۔ آئینہ دار ہونا۔ امید پھوٹتی ہے۔ اُمڈ رہے ہیں۔ ایڑی چوٹی کا روز صرف کرنا۔ آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لی۔ ادبی چاشنی دیتے ہیں۔ آتش زیر پا رکھنا۔ اتفاق آرا ہوگیا۔ انگلی دھنسائی جا سکتی۔ اپیل کی۔ آئیڈیالوجی۔ الاٹمینٹس

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

نہیں کی۔اچھنبھا ہوگا۔اچنبھے سے پوچھنا۔آڑے نہ آئی۔اختیار پالیتا ہے۔التفات نہ کیا۔اچٹ جاتے۔ اندیشہ نہ گزرا۔اڈا فراہم کرنا۔اٹھان ہی چونکا دینے والی تھی۔آنکھوں میں نشتر اتر گئے۔آپے میں آئی۔آخری بازی تک کھیلنا۔آخری اُبال دکھانا۔استراحت فرماتے۔اندھوں کو بھی دکھائی دینے لگا۔انتقام کا لاوا اندر ہی اندر کھولنے لگا۔ازالہ کر دیا۔آبیاری بھی کی۔آنکھیں ڈبڈبا جائیں۔اینٹ سے اینٹ بجانا۔آگ بگولہ ہو گئے۔احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہو جائے۔اذیت پہ اذیت برداشت کرنا۔اندھی تقلید ہونا۔اولین بنائے نزاع یہ تھی۔اوچھا گیا۔اندوختے لالا کے دیئے۔انحطاط پزیر ہونا۔استسلام کیا۔افراد کو چھانٹ کر۔امادہ شرارت کیا۔اینٹ کا جواب پتھر۔اکڑفوں سے کام نہیں لیا۔آنکھوں میں چکا چوند آجاتی۔امتیاز پسند نہیں کیا۔ انتقام کے لیے پیش کیا۔احساس ندامت ابھارنا۔اجڑ پجڑ کر نقل مکانی کرتے۔اخلاقی شعور کی مشعل گل ہے۔ آدم زاد کا ناک میں دم ہے۔اعمال پراگندہ کے غبار میں گم کر رکھا۔اکتساب کر سکتے ہیں۔انسان کی روداد ہے۔اندھا تعصب کارفرما ہونا۔استثنائی مثال کامل جانا۔آئینے میں ہی پا سکتے۔اینچ پینچ پیدا ہونا۔آہنی تہذیبی قفس کو توڑ کر۔اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ارادہ باندھا۔ان کو جالیا۔آرڈیننس جاری نہیں کیے۔احساس کہتری کا روگ ہونا۔افق وحی چمک اٹھا۔اپنی چالیں چلتے رہے۔اس کا کام تمام کر دیا۔آخری حدود خباثت کو چھو رہے تھے۔اسی پر قانع کر دے۔آتش کینہ بجھانا چاہتے۔احوال وظروف کو دیکھنا۔اپنے خلاف درشتی سے تقاضا کرنے کا اذن دیا۔اس منڈی میں متاع فکر وعمل کی مانگ نہیں۔اتار چڑھاؤ پیدا کرنا۔اپنے اندر ایک کَد اور چڑ پیدا کر لی۔ایمان کا بیج ان کے قلب میں بو دیا۔انتقام کی بجلی کوندی۔استحقاق میں شریک نہ کروں۔اطوار کی جانچ کرنا۔

بیگاریں لیتے۔برسرکار ہونا۔برپا کرنا۔بے نقاب کرنا۔بازی سر کرنا۔بنائے طنز بنانا۔بیخ کنی کرنا۔ بے نیاز ہونا۔بالاتر مالی حقوق قائم کرنا۔برسرقوت آنا۔برطرف رکھ کر۔برسرِ عمل ملنا۔بہاؤ دیا۔بلاوا آ گیا۔بیچ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کھیت منوا لیا۔ باگیں تھام لیتے۔ بول بالا ہو رہا۔ بھولی بھلیوں میں گھومتے۔ بل بوتے پر چلنا۔ برگشتہ ہو جائیں گے۔ باز پرس کی۔ بی جمالو۔ بنا بنایا ہاتھ آیا۔ بے اختیار چلا اٹھتے۔ بلوئی ہو گیا۔ بھر کایا کرتی۔ بھر کر تیر چلایا۔ بال بیکا نہیں کر سکتے۔ بھو کو ماڑ رہے ہو۔ بہتے چلے گئے۔ بے ہودہ و بے سروپا۔ برات ظاہر فرمادے۔ بہتان اٹھا دیئے۔ بے وزن ٹولی ہونا۔ بھرے میں آ گئے۔ بے جگری سے لڑے۔ بے لوث جانفشانیاں دکھا رہا۔ بھینٹ چڑھا دی۔ بازی جیت لی۔ بازی لے گئے۔ بادل ناخواستہ مطیع رہ کر۔ بجلیاں بھری تھیں۔ باریابی کی اجازت مانگی۔ بصیرت ماری جاتی ہے۔ بلند منصب پر فائز کیا۔ بالائے طاق رکھ دیا جاتا۔ بے روک ٹوک رواں دواں کر دیا۔ بر بنائے نظافت۔ باہم وگر مربوط رہیں۔ بڑی آن بان ہے۔ بت پرستی کی برأت کی۔ بندۂ ہوس ہونا۔ بے چُوں چراں، بسر و چشم مانتے۔ باطل دم دبا کر بھاگنے والا۔ بے تابانہ وار دوڑے۔ بار بار منہ کی کھانی۔ بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کر رہے۔ بے تاب کن شعر رقصاں تھے۔ بات کا بتنگر بنانا۔ بغلی چھرا کھونپنے کا خطرہ سر پر آ گیا۔ بدویت کے گہوارے سے اٹھانا۔ بے داغ کردار کس طرح کھپایا جا سکتا۔ بدگمانی ہوئی۔ بین الانسانی تصادموں کا انسداد ہو سکتا ہے۔

پامال ہو رہا۔ پارہ پارہ کر دینا۔ پیوند کاری کرنا۔ پرے باندھ کر خلاف اٹھنا۔ پنپنا چاہا۔ پروانہ ہائے راہداری۔ پنجے میں بے بس دکھائی دینا۔ پرچھائیں پڑی دیکھی۔ پھبتیاں چست کرنا۔ پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پیچ و تاب کھا رہے۔ پول کھل جاتا۔ پے در پے پیوست ہوتے گئے۔ پشت پناہی کرنا۔ پائی پائی ادا کرنا۔ پروانۂ ہجرت ملا۔ پینترا بدل لیا۔ پیش آمدہ تصادم۔ پیٹھ میں چھرا گھونپنا۔ پگڑی اچھالنا۔ پھونک پھونک کر قدم رکھنا۔ پیش قدمی کی۔ پیش پیش تھی۔ پریشان خیالی میں مبتلا ہو گیا۔ پھر تم ٹک ٹک دیکھا کرو گے۔ پھریرا آسمانوں پر اُڑ رہا تھا۔ پرستار بنیں گے۔ پنجہ میں آ چکی۔ پروپیگنڈا کا مواد نکالنا۔ پروہتی سے مسحور تھے۔ پیش نظر ہونا۔ پرتو پیش کرے۔ پھر نور پاش ہو۔ پیکر میں جلوہ گر ہے۔ پردہ الفاظ میں شبیہ مرتب کر دی۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

پراگندہ مودیکھا۔ پانی سر سے گزرتا دیکھتے۔ پیمان وفا باندھی۔ پچھلا حساب چک جائے۔ پوری بازی چوپٹ کردینا۔ پولیس ایکشن۔ پناہ گزین ہوئے۔ پرواہ کیے بغیر محاذ مخالفت توڑنا۔ پورے وثوق سے مژدہ سنایا۔ پہلو سے آکر نکتہ چھانٹتے۔

تصور باندھنا۔ توجیہ کرنا۔ تنظیم میں پرونا۔ تعرض کرنا۔ ترجیحی حقوق قائم کرنا۔ تہ تیغ کرنا۔ تازیانے برسانا۔ ترجمانی کرنا۔ تاثر جھلک رہا۔ ترش روئی روا رکھنا۔ تلملا رہا تھا۔ تصویر سامنے لے آنا۔ تہس نہس کیے بغیر۔ تاویل کرتا رہے۔ تہہ و بالا کردینا۔ تارپیڈو کردیا جاتا۔ تلے بیٹھے۔ تقدیر نو منقش کرنا۔ تباہی کے حوالہ کرنا۔ تامل نہ کرنا۔ تیغ کارزاری کو بے نیام کرلیا۔ تیغ جہاد کا لقمہ ہوگئے۔ تتر بتر ہوگئی۔ تگ و تاز کرنا۔ تطہیر کرلی۔ توازن کھو چکے۔ تفویض کرنا۔ تنقید کرنا۔ تاسیس کی جائے۔ تو تم سستے چھوٹے۔ تواضع تازیانے سے کرنا۔ تحقیر نہیں کی۔ تصادم برپا ہے۔ تضادات ابھر آئیں۔ تشکیل پارہی تھی۔ تاریخ ایک وسیع اکھاڑہ ہے۔ تبسم کی شبنم لمعانی دکھاتی۔ تفریحی چوپال کا سرمایہ رونق نہیں۔ تسخیر عوام کرکے مطلب براری کی۔ تارے آسمان تہذیب پر جگمگا دیے۔ تقویٰ کی نقیض نہیں۔ تلوار سونتنا۔ تاریخی رول رہنا۔ تسکین نہ پاسکا۔ توہین و تزلیل کرنا۔ ترغیب اسلام دلادی۔ تجربہ بڑا انوکھا تھا۔ تحمید و تقدیس کرے۔ تیغ خون آشام کی دھار توڑ دی جائے۔ تن من دھن کی بازی لگادی۔ تنقید کے دروازے بند کرنا۔

ٹھان رکھی تھی۔ ٹھٹھے مار مار کر ہنسی اڑائی۔ ٹریجیڈی ہونا۔ ٹڈی دل فوجیں۔ ٹھاٹھ سے مناتی۔ ٹیڑے ٹیڑے سوالات کے جھاؤ کا باڑ بناتے۔

جلوہ گر ہونا۔ جنوں خام ہونا۔ جوں کا توں رکھنا۔ جائز اور روا ہوتا۔ جبر وقوت کا لٹھ چلائیں۔ جنگ کی تلوار سر پر لہراتی دکھائی۔ جنگ کے چرکے کھا کھا کر۔ جادہ فلاح کا سراغ پالے۔ جرائم کے میکدے میں خُم کے خُم لنڈھاتے۔ جبری دھارے کے خلاف زور کرتے۔ جھگڑے کا سارا غبار چھٹ جاتا۔ جرم کیسے ٹھنڈے

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

پٹیوں برداشت کیا جاتا۔ جہاد دل گردے کا کام ہے۔ جنون امیز خونی ردعمل ہونا۔ جان جوکھوں میں ڈالیں۔ جذبات اُمڈ آئے۔ جادۂ فرض پر اقدام کرنا۔ جذبات میں ہل چل مچے گی۔ جان ماریاں کیں۔ جہاد سے کنی کاٹتے رہے۔ جوہر دکھایا۔ جتی ستی ہونا۔ جان میں جان آئی۔ جوں کا توں ان کو لوٹا دیا۔ جانیں نصب العین پر نچھاور کر کے دکھائیں۔ جسد جاں بلب پڑا۔ جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ جسارتیں ابھر آئیں۔ جارحانہ قوت مانگتیا۔ جادونی رمائی جھگڑے۔ جانچ کرنا چاہی۔ جذبہ شوق اُمڈ آیا۔ جذبۂ شجاعت پروان چڑھتا ہے۔ جنونی پن سے تعبیر کیا۔ جل جل کر تپ تپ کر پگھل پگھل کر کھرا سونا ثابت ہوئے۔

چیلنج بن جانا۔ چکر چلتا ہے۔ چیدہ روزگار ہوتے۔ چھیننے کے درپے ہوا۔ چور چور کی دیے۔ چپ چاپ کھچڑی پکائیں۔ چوٹوں پہ چوٹیں کھاتے۔ چولیں ہل جائیں۔ چرچا کرتے پھرتے۔ چاروناچار شامل ہیں۔ چھکے چھڑانے میں کوتاہی کرنی چاہیے۔ چشم پوشی کر لیتے۔ چکنا چور کرنے کا کام ناتمام رہ گیا۔ چہرہ مبغوض نہ تھا۔ چارۂ کار کیا ہے۔ چھٹپن میں پالا۔ چھپروں میں محبوس ہیں۔ چھوٹتے ہی آڑے ہاتھوں لیا۔

حوصلہ افزائی کی۔ حال زار دیکھ کر روح کانپ جاتی۔ حسد اور کینہ کا محاذ قائم کر لیا۔ حرارت کام کر رہی تھی۔ حمیت جاگ اٹھی۔ حصول فرط مسرت سے۔ حاشیہ آرائیوں کے ساتھ اچھال دیں۔ حزینہ کو طربیہ بنا دیا۔ حماقت کا اعادہ کرو۔ حالات کے دھاڑے کو صحیح رخ پر ڈال دیا۔ حمایتی قوت نچوڑی۔ حمیت حرکت میں آ گئی۔ حساب بے باق کر دیا۔ حوصلہ شکن فضا سے دوچار ہوا۔ حقیقت سے منور ہونا۔ حماقتیں ہمارے درپے آزاد ہیں۔ حکم عقوبت چل جائے۔ حد درجہ جگر آزما ہونا۔ حد درجہ کی جان ماری کہ نمازیں قضا ہو گئیں۔ حق سلب کرنا۔

خیرہ کر دینے والا۔ خون کی ندیاں بہا دیتا۔ خط عفو پھیرنا۔ خادم بنا لیتے۔ خواہشات نے سکنجے میں کس لیا۔ خلاف محشر آرا کرتی رہی۔ خیر مقدم کیا۔ خندہ روئی سے چہرہ آراستہ تھا۔ خارزار درپیش تھے۔ خداترس

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

بادشاہ کا دل موم ہو گیا۔ خودسری ہے۔ خوب درہم برہم کر دیا۔ خون سے ہاتھ رنگتے۔ خدا خدا کر و دیوانے ہو گئے ہو۔ خمیازہ نقد انقد بھگتنا پڑا۔ خنجر غضب بے نیام کر کے خبر لیں گے۔ خون پئیں گی۔ خون کھول رہا تھا۔ خون کی پیاسی تھی۔ خندۂ استہزا اسے دیا۔ خوشنما بہروپ بھریں۔ خوفناک حادثہ ثابت ہونا۔

دستگیری کرنا۔ دھوم دھڑلے سے چل رہا۔ دھونس جمائی۔ دھاوا بولنا۔ دل مسخر ہو جاتے۔ دیدہ و دل فراش راہ کرتے۔ دشمنوں کو رام کرتے۔ دولت و اقتدار کے لیے ہاتھا پائی ہو رہی۔ دریا برد کر دینا۔ درویش کی سرگزشت نہیں۔ دریا کا رمز آشنا ہونا۔ دیے اسی لو سے جلائے۔ دل و دماغ کے دریچے کھول دیں۔ داعی بن کر میدان میں اترتا ہے۔ داستانِ جہاد بنایا ہے۔ دلیل بازی کا تار تار قرآن الگ کر کے دکھاتا۔ دھونس باشندگان مکہ پر چلتی۔ دکھتی رگوں کو ٹٹولنا۔ درباریوں کو روغن قاز مل چکے۔ دست درازی کی اور دریدہ ذہنی سے کام لیا۔ دست تعدی دراز کیا۔ دل اندوہ گیں کے ساتھ۔ دل و دماغ پر کیا واردات گزرے۔ دامن تھام لو۔ دھاک بٹھانے۔ دور اندیشانہ اسکیم ہونا۔ دم سادھے بیٹھا رہا۔ دل آزاریوں کو بالائے طاق رکھ دو۔ دوچار ہونا۔ دل پر پتھر رکھ کر انکار کیا۔ دھاک جمائیں۔ دم بخود تھے۔ دامن پر دھبہ ڈالنا۔ دامن سے ہوا دینا۔ دل لگی نہیں ہے۔ دل کو جھنجھوڑ دیتی۔ دست برداری کر لی۔ دشمنوں کے ہاتھوں کوئی گزند نہ پہنچے۔ دھاندلی کے خلاف حرکت میں آ گیا۔ دل روگ کو عیاں کر دیا۔ دندناتا ہوا۔ دنگ رہ گیا اور پکار اٹھا۔ دلوں کو کس قدر موہ لیا ہو گا۔ دم نہ مارو۔ دسیسہ کاریاں کیں۔ دماغ سوزیاں کیں۔ دامن کو لالہ زار کر دیا۔ دل کھول کر خونریزیاں کیں۔ دماغ کھپانا۔ دبک کر بیٹھ رہتی۔ دل شکستہ ہو کر۔ دوسرا ہی سودا سما رہا تھا۔ دشمن کے دل کے دل نے جب ہجوم کیا۔ دم خم رکھتے تھے۔ درخورِ اعتناء نہ تھی۔ دروازے پر دستک دے رہا۔ دل پگھل گیا۔ دل جوئی ضروری تھی۔ دوست نوازی۔ دولت کی ریل پیل ہونا۔

ڈھانچہ بننا۔ ڈھنڈورا پیٹتے۔ ڈھارس بندھ گئی۔ ڈونڈی پیٹ پیٹ کر اعلان کیا۔ ڈھٹائی سے کہنا لگا۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

ڈھیل سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ کھڑی کر دیتے۔ ڈھونگ رچانے والوں۔

ذمہ داریاں سونپتے۔ ذہنی سکون یکسر غائب ہے۔ ذہانت دور کی کوری لاتی ہے۔ ذہنی توازن تلپٹ کر دینے والا۔ ذلت کا اپاؤ نکالا۔ زہریلا لاوا ابھرا تھا۔ ذلیل اور مسترد کرنا۔

رواں رکھنا۔ رضا جوئی کرنا۔ رعونت نہیں دکھائی۔ رائے زنی کا حق دیا۔ روح رواں ہونا۔ روحانی قدریں چوپٹ ہو چکی۔ روڑے اٹکائے۔ رو در رو کہنا۔ ربط و تسلسل کا سررشتہ ہاتھ سے چھوٹ جاتا۔ رخنہ اندازی کرنا۔ رعب مجھ پر طاری ہو گیا۔ راست گو۔ روگردانی کر لی۔ رقت طاری تھی۔ روح رچی بسی تھی۔ ریمارک پاس کیا۔ راہ یاب ہونا۔ راہ فرار دکھانا۔ روپوش ہو جانا۔ رام کہانی کہنا۔ روبعمل لاتے۔ رسمیت کی جڑ کٹ جائے۔ راہ چلتے چھیڑا جاتا۔ رویہ اختیار کیا۔ رشتۂ حیات منقطع کر دیا۔ رقت آفریں دعا۔ ریشہ دوانیوں کا بھی یہ اڈا بننے لگا۔ رن میں اترا۔ رہنمائی کے پیاسے تھے۔ رضائی قرابت کا واسطہ دلا کر درخواست کی۔ روح نئی کروٹ لینا چاہتی تھی۔ رد و کد نہ ہو۔ رو کہیں سروں کے اوپر سے نہ گزر جائے۔

زیروزبر ہونا۔ زندگی کا جمود نہیں ٹوٹتا۔ زیر بار احسان نہ ہو۔ زاویہ نگاہ اختیار کیا۔ زک پر زک اٹھا رہے تھے۔ زچ ہوتی جا رہی۔ زاد بوم میں سانس لینے کا موقع نہ چھوڑا۔ زخموں کی لذت سمیٹ کر شہادت کا پیالہ لبوں سے لگا لیا۔ زد پر رہ جاؤ گے۔ زعم قوت میں مگن رہا۔ زمین کا تختہ الٹ دے۔ زندگی کے معمے پر کاوشیں کرنا۔ زندگی کا مصلح بھی ہے۔ ز

ستیاناس کر رکھا۔ سودے گانٹھ لینا۔ سربگریباں ہونا۔ سجدہ پاش تھے۔ سانچے میں ڈالنا۔ سرشار ہونا۔ سیرایت کیے ہوئے۔ سر سے موج خون گزرتے دیکھی۔ سکہ چل رہا تھا۔ سازشوں کی سرنگیں بچھتی اور پھٹتی دیکھیں۔ سرمایہ اطمینان بن سکے۔ سارا پارٹ معجزوں کا ہے۔ سیرت کا گلدستہ بنا کر طاق نسیان پر رکھنا۔ سابقہ پیش آنا۔ سرچشمہ سے ماخوذ ہیں۔ سیاسی ہتیں استوار کیں۔ ساری پونجی ختم کر کے دیوالیہ ہوئے کھڑے ہیں۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سرمایہ حیات کھپا دیتے۔ سچائی و انصاف کا سکہ چلا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ سرمایۂ افتخار بنے ہو۔ سمع و بصر کا دامن پاک رہا۔ سادت کا سکہ رواں تھا۔ سرِتسلیم خم کر دیتے۔ سحر آفرینی سے متاثر ہو کر۔ سیاسی روح سے مملو تھی۔ سہرہ یہود کے سر بندھا نظر آتا ہے۔ سر پر سوار ہونا۔ سنگ وخشت پر مرقوم ہونا۔ سکہ جماتے ہونگے۔ سدھ بدھ ہونا۔ سر پر منڈلاتے ہوئے۔ سر کچلا جا سکتا۔ سخت بدگوئی کی۔ سازشیں گانٹھتے۔ سراسر ضدم ضدا پر اتر آئے۔ سر پر محیط ہونا۔ سرتاسر خونخوار ذہنیت تھی۔ ساکھ حد درجہ گری ہوگی۔ سنگ اساس رکھا۔ سرکوبی کریں۔ سرمایۂ نشاط بنائیں گے۔ سینے پر مونگ دلنے کی کھلی چھٹی دیئے رکھنا۔ سینہ چھیدنا۔ سمندر میں کودنے کو تیار۔ سلسلۂ اویزیش واجب ہوگیا۔ سستا مال نہیں ہے۔ سارے جتن کر رہے تھے۔ سرپٹ بڑھے جا رہے تھے۔ ساری کھیکڑی کی تھکن محسوس کرنے لگے۔ سلوگن کی سی معلوم ہوتی۔ سانٹھ گانٹھ کر لیتے۔ سلسلۂ جنبانی کی۔ سکتہ میں رہ گئے۔ سچائی کی روح کھوگئی۔ سستے طرز کا مظاہرہ عقیدت ہے۔ سرمایہ افتخار ہونا۔ سوکھ سوکھ کر ختم ہو گئے۔ سیاسی سوانگ ہوتا۔ ساری متاع تحریک کے قدموں میں ڈال دی۔

شمعیں گل کر چکی تھی۔ شورشوں کی سرکوبی کرنا۔ شمع روشن ہوگئی۔ شان استغنا سے روح اخذ کرنا۔ شاذونادر ہی جرائم ہوتے۔ شان بے حسی سے باطل کی سازگاری کرنا۔ شیرازہ درہم برہم کرنا۔ شوشہ بہ شوشہ وجود کا خاکہ گھڑنا۔ شگوفے چھوڑنا۔ شامت آ گئی ہے۔ شوشہ تراشا جانا۔ شان کمال رکھتی ہے۔ شبستان عیش۔

صلاحیتوں سے آراستہ ہونا۔ صرف نظر کر لیتے۔ صحیح منشا پورا نہ ہونا۔ صدائے احتجاج بن کر۔ صبر کا پیانہ چھلک سکتا۔ صف بستہ ہوگئے۔ صفۂ ہستی سے محو کر دینے پر تلا ہوا۔

ضمیر شدید اضطراب سے دوچار تھا۔

طوائف الملو کی کا دور دورہ تھا۔ طبق بر طبق الوہیتیں ہونا۔ طغریٰ یا سلوگن ہونا۔ طاقتوں کے دریوزہ گر بن گئے۔ طاقتیں برسر کشمکش ہیں۔ طوفان بند توڑ کر اُمڈ پڑا۔ طور مار گھڑ لیا۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

عمل کی زبان میں مرتب کرتے۔عرق ریزی سے۔عناصر میں الجھاؤ نہیں تھا۔عقل کل بن بیٹھے۔ عفوو دلیری سے کام لیتے۔عقل ترقی کرگئی ہے۔عزت کی روش وہ ٹھہرتی ہے۔علو مرتبت کی دلیل بننا۔عظیم مہم سر کر دکھائی۔

غبار ڈال دینا۔عزق ہوتے دیکھا۔غلط نمائندگی کی۔گلہ بانی اقوام کرنا۔غوغا آرائی کرنا۔غصہ آسوار ہوا۔غارت کر دینا۔غل مچ گیا۔غلغلہ کا ردعمل دوگونہ کر دیا۔

فرمانروا ماننا۔فرض شناسی کا سبق سیکھ سکتے۔فریب نگارش کے انداز کی داد دینا۔فقہی موشگافیوں کی دوکانیں کھول رکھی تھیں۔فطری جذبات کا مدوجزر رہتا۔فراموش ہو جائے۔فقرے کسے۔فک کرانے کا اندوختہ نہ ہوسکا۔فتنہ کا سیلاب درآتا۔فطرت میں گوندھ دیا گیا۔فداکاری کا مظاہرہ کیا۔فن ترغیب کا جادو چل گیا۔فیض پاؤ۔

قیادتیں فاسد ہونا۔قلیل عنصر فعال ہونا۔قدغنیں کھری کر دینا۔قدغن نہیں لگائی۔قوم قیادت میں انہماک ہے۔قدر و قیمت مشخص ہونی چاہیے۔قلع قمع کر کے چھوڑا۔کسی قدر اخلاقی رکھ رکھاؤ ہوسکتا۔قطعی یقین سے مالا مال تھے۔قیل وقال کا طوفان اٹھادیں۔قلب کا سوز وگداز کارفرما ہوتا۔قانون کے ڈنڈے پر انحصار نہیں کرتی۔قارورہ ملانا۔قیام گاہ طے پا گئی۔

کارنامے دکھانا۔کایا پلٹ گئی۔کھلم کھلا عصمتیں لٹ رہی تھیں۔کس بل دکھایا۔کشمکش کی بھٹی میں ڈالنا۔کام لینے میں چاک وچوبند۔کوئی مستبدانہ اختیار حاصل کیا۔کوئی صلہ وعوضانہ نہیں لیا۔کھلم کھلا ٹکراتا ہے۔ کرتوتوں کے فطری نتائج سے جھولیاں بھریں۔کام کا نیا میدان فراہم کرتے۔کچھ مان منوا کر قضیہ ختم کیا جائے۔کان بھرنا۔کاری ضرب پڑنا۔کھٹنائی اور مصیبت نے آلیا۔کپکپی طاری ہو جاتی۔کارگر ڈھال تلاش کر لی۔کم سے کمتر کر دیا۔کنبہ پروری ہے۔کھسر پھسر کر رہی۔کاہے کو نگہدار شعار بن کے اٹھے۔کچے پن کی وجہ

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

سے گھبرا اٹھے۔ کھلبلی مچ گئی۔ کمر ٹوٹ گئی۔ کار براری کر سکتا۔ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ کیچڑ اچھالنے کی مہم میں حصہ لیا۔ کلیجہ جل بھن گیا۔ کلیجے مونہوں کو آ گئے۔ کارستانیاں دکھائیں۔ کانٹے کی تول معاملہ کرنا۔ کلیجہ کٹ رہا تھا۔ کرائے کے پٹھو پیدا کر رکھے۔ کینہ توز باپ کی شہ پر۔ کاغذی گھاٹ کھول دیئے۔ کام کرتے دکھائی دیتے۔ کمریں کھول دینے۔ کنارہ کش ہوتے۔ کھاٹ لگانے کا اڈا فراہم کرنا۔ کوچ کر گئیں۔

گہرا اثر موجود ہونا۔ گلیوں میں لنڈھا دیئے۔ گروہی اجارہ بنا لیا۔ گل کھلا رہی۔ گھیر اور بھینچ لیا۔ گراں بہا فرائض سے عہدہ برآ ہونا۔ گردمنڈلا رہے تھے۔ گھی کے چراغ جل گئے۔ گربہ مسکینی کے طرز سے۔ گت بنی ہوتی۔ گلی گلی چہ میگوئیاں کی جا رہی۔ گرم نگاہوں سے گھورا۔ گردن پر ڈال دی جاتی۔ گوشہ نشین ہو جاتے۔ گھناؤنی مثال تھے۔

لبیک کہنا۔ لحاظ داری کی توقع ہو سکتی۔ لاابالی ڈھب کے تھے۔ لب بام ہوتا ہے۔ لفاظی کرتے پھرتے۔ لازوال نقوش ہونا۔ لے دے کے خیال ہے تو۔

معرکہ سر کرنا۔ مشعل روشن کرتے رہے۔ مدوجزر پیدا کرنا۔ مربوط کرنا۔ مظالم کے کولہو میں پیلا جاتا۔ میدان کارزار بنا۔ مبتلائے انتشار ہونا۔ مبہم جذبہ ہونا۔ مدعا واضح کرنا۔ منتہا کو ذہن نشین کرنا۔ مبغوث کیا گیا۔ مصلحتوں کو سمجھنا۔ معذورانہ شان کے زہاد ہونا۔ معجون مرکب نہیں بنایا۔ مستقل موروثی گدی نہیں چھوڑی۔ منحوس پرچھائیں سے محفوظ نہیں۔ مسخر کر کے کھڑے ہیں۔ مٹانے کے درپے ہونا۔ مالی کی زندگی مرقوم ہے۔ مظلوموں کی دادرسی ہے۔ معجزانہ نوعیت کا توازن قائم کر دیا۔ مزاحم روح کارفرما ملی۔ مستعار لیے گئے۔ معیاری ذوق کا آئینہ دار ہے۔ من وعن کہنا۔ مرغوب خاطر تھا۔ من موہنا کردار پیش نہ کرتی۔ مستثنیٰ کر لیا۔ مزاج کافور ہو جاتا۔ مسکت ثابت ہونا۔ محفل پر چھا جانا۔ مامور کیا۔ مسائل کی عقدہ کشائی کہاں۔ میدان چھوڑ کر پیچھے بھی نہیں ہٹتے۔ میری ماں مجھے روئے۔ مڈبھیڑ ہو گئی۔ موسیقی سے کام شاد کر۔ ملکہ کی بھٹی انچ کے لحاظ سے جوبن پر

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

آ گئی۔ من گھڑت بہتان گھڑ کر۔ معاشی شاہ رگ کٹ جائے۔ مار ہائے آستین پرورش پاتے۔ مارکیٹ ریٹ پیدا کرنا۔ مکدر رہے۔ مناظرے کے دنگل کھول دیتے۔ معانی موجزن تھے۔ مجال انکار نہ رہے۔ مورچوں پر ڈٹ گئے۔ مال نچوڑ دیتے۔ مستفسرانہ نگاہ سے دیکھا۔ منہ میں پانی بھر آتا۔ منہ میں گھنگنیاں ڈالے پڑے رہے۔ ملمع کاری کا کرشمہ ہونا۔ ملیامیٹ ہو کر رہ گئے۔ مرد آزما منزلوں کو پار کر کے۔ معرکہ کارزار گرم ہونا۔ مذہبی دھاک کا زور کم ہوتا گیا۔ مکروہ اور یاوہ۔ مروج ڈرامائی انداز سے۔ مردانگی سے ادا نہ کر دیا جائے۔ معرکہ محقیر العقول۔ معاً پیوندِ زمین کر دیا۔ مَن پر چا نے کا۔ منہ پھیر دیتے۔ موقع ہاتھ سے دینے کا نہیں۔ معرکہ میں پڑتے بھاری تھے۔ محاربانہ حرکتیں۔ محسنانہ طرز عمل۔ مار دھاڑ کرنے والوں۔ مبارزت کو نکلا۔ ماری ماری پھرتی رہی۔ مقابلہ کی تاب کسی میں نہیں۔ مٹی کو لالہ زار کر دیا۔ مرادیں بھر آنا۔ معیارات کو توڑ موڑ کر حقائق کو مسخ نہ کریں۔

نیو ڈالنا۔ نگل لیتے۔ نقیب حق ہونا۔ نقطہ نگاہ اختیار کرنا۔ نشاط ثانیہ حاصل ہوئی۔ نصب العین کا سراغ لگائیں۔ نظام میں تضاد نہیں تھا۔ نہ جابرانہ ایکٹ نافذ کیا۔ ناگوار گزرتی۔ نظریات کی آویزش ذہنی سکون برباد کر رہی۔ نظریات کی لہروں کی آویزش دیکھی۔ نکاح گانٹھ لیا۔ نفسیاتی الجھنوں کا زور ہے۔ نذرِ تغافل ہو جاتے۔ نگہت کی مہریں ثبت کر گیا۔ نشتر زنی کرنا۔ ناقابلِ تسخیر ولولے ابھارتی تھی۔ نہ کوتاہ سخن نہ طویل گو۔ نگاہوں میں مبغوض ٹھہرتا۔ نشانہ و ملامت بنا لیا۔ نقلیں اتارتے۔ نبرد آزما ہو گیا۔ نقب زنی کرنا۔ ناوک اندازیاں کیں۔ نفاق کا جامہ اوڑھ کر۔ ناگہانی حملہ آور ہونا۔ ناقابل اندمال چرکے لگ چکے۔ نظائر کو پیش نظر رکھا۔

والہانہ فدا ہونا۔ والہانہ سرگرمی کار ہونا۔ وسعت ظرف رکھتا ہے۔ ورے ورے نہ رک سکتا۔ وجہ جاذبیت ہونا۔ وفد پوری طرح خائب و خاسر ہو کر لوٹا۔ واویلا مچتا رہتا۔ وحشیانہ سلوک روا رکھا۔ واقعاتی سبق

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

دیا۔ والہانہ طرزِ عمل۔

ہمسر نہ ہونا۔ ہستی مالا مال تھی۔ ہماری ہی کوتاہی کا کرشمہ ہے۔ ہاتھوں ملیامیٹ کرایا۔ ہادی و رہبر سے ہمارا کیا واسطہ۔ ہاتھ صاف کرنا چاہتے تھے۔ ہوا تو اب گھر گھر نکہت پاش ہو رہی ہے۔ ہاتھوں میں کٹھ پتلی نہیں بن سکتی۔ ہاؤ ہو مچ رہی تھی۔ ہم سر اور ہم دوش ہیں۔ ہرزہ سرائیاں تھیں۔ ہوا اکھڑ گئی۔ ہاتھوں کو شل کیے بغیر دم نہ لو۔ ہڑبونگ اور ہاتھا پائی مچ گئی۔ ہڑبونگ پھیل گئی۔ ہراساں ہو کر۔ ہیر پھیر کا راستہ اختیار کیا۔ ہوا بنا کر پیش کرنا۔

یہ اقتدار پر منتج ہوگی۔ یہ زعم ہو گیا۔ یہ صورت بڑی کھلتی تھی۔ یونہی ڈھکوسلہ ہے۔ یادگاری نمونہ قائم کر دیا۔ یک سرِ مو فرق نہ لائیں۔ یک جائی کا شرف ہو۔ یکسر ہو گئے۔

اگر آپ کو اپنے مقالے یا ریسرچ پیپر کے لیے معقول معاوضے میں معاونِ تحقیق کی ضرورت ہے تو مجھ سے رابطہ فرمائیں۔

mushtaqkhan.iiui@gmail.com

کتابیات

۱۔ امین بھٹی الحاج محمد اظہر اللغات اظہر پبلشرز اردو بازار، لاہور۔

۲۔ حفیظ صدیقی ابوالاعجاز کشاف تنقیدی اصطلاحات مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

۳۔ عبدالمجید مولانا حکیم سوہدروی رہبر کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلم پبلیکیشنز گوجرانوالہ ۲۰۰۸۔

۴۔ فیروز الدین الحاج مولوی فیروز اللغات اردو جامع لاہور، راولپنڈی، کراچی۔

۵۔ نعیم صدیقی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادارہ مطالعہ تحقیق لاہور ۲۰۰۷۔

۶۔ نعیم صدیقی تحریکی شعور الفیصل ناشران وتاجان کتب اردو بازار لاہور۔

۷۔ نعیم صدیقی سید انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور۔